REGD No P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ **بدر** قادیان

ایڈیٹر ۔ محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے ۔ ششماہی ۳ ۔ ۵۰ روپے ۔ ممالک غیر ۷ ۔ ۵۰ روپے ۔ فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰ || ۱۲ اخاء ۱۳۴۰ ہش ۔ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ ۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۱ء || نمبر ۴۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۷ اکتوبر (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نخلہ میں قریباً ساڑھے تین ماہ قیام فرمانے کے بعد ۲ اکتوبر کو ربوہ تشریف لے آئے۔ حضور مورخہ ۲۰ جون کو نخلہ تشریف لے گئے تھے۔ حضور کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کی طبیعت قدرے بہتر رہی لیکن رات کو پھر حرارت ہو گئی اور گیارہ بجے بے چینی شروع ہو گئی جو ڈیڑھ بجے تک رہی اور دو دفعہ پتلے اسہال ہوئے بخار بھی ۱۰۱ تک ہو گیا۔ تین بجے سے اسہال کی تکلیف کو افاقہ ہو گیا۔ لیکن ضعف اور بخار اب تک ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو شفائے کامل و عاجل اور کامل و لمبی زندگی عطا کرے آمین۔

قادیان ۔ ۱۰ اکتوبر محترم امیر مقامی مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل کو گزشتہ جمعہ کے روز بخار کی شکایت ہو گئی۔ اب طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے اللہ تعالیٰ صحت و عافیت بڑھاپے کے ساتھ خدمت دین کی توفیق بخشے۔

قادیان ۱۰ اکتوبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

دہلی کے جلسہ عید میلاد النبی صلعم میں ڈاکٹر تاراچند کی تقریر!

(اقساط)

عبادات اسلامی کی حکمت اور فلاسفی

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

(۲)

اسلامی تعلیمات کے تین بڑے حصے

اسلامی تعلیمات کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اوّل ایمانیات و عقائد۔

دوم ۔ عبادات۔

سوم ۔ معاملات

ان تعلیمات اسلامی کا ماخذ قرآن مجید، سنت رسولؐ اور احادیث نبویہ ہیں ان ماخذوں سے استفادہ کر کے فقہائے امت اور محدثین کرام نے جس محنت و عرق ریزی سے اسلامی تعلیمات کو مدون کیا ہے وہ بے نظیر ہے۔ اسی طرح مفسرین اور متکلمین نے شرائع و احکام کی حکمت بیان کرنے میں محنت کی ہے وہ بے مثال ہے۔

عقائد اسلامی کی بنیاد توحید الٰہی اور رسالت محمدیہ پر ہے۔ یہ تعلیم فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس میں تبدیلی و ترمیم کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

عبادات بدنی ہوں جیسے نماز روزہ اور حج یا مالی جیسے زکوٰۃ۔ ان کی فرضیت مسلم اور [illegible] خاص نتائج پیدا کرنے والی ہے۔ مگر ان کے تفصیلی احکام میں بھی سہولت و لچک کا پہلو رکھا گیا ہے۔ نماز کے لئے وضو شرط ہے۔ پانی نہ ملے تو تیمم جائز ہے۔ نماز ۔ بیماری ۔ سفر اور بارش وغیرہ میں جمع ہو سکتی ہے۔ جیسے ظہر عصر۔ اور مغرب و عشاء کی نمازیں سفر میں تو جمع کے علاوہ قصر بھی کی جا سکتی ہے اگر کوئی کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر یا حسب حالت لیٹ کر پڑھے۔ اللہ اللہ کس قدر سہولت و رعایت ہے۔

روزہ بھی بیمار اور مسافر پر فرض نہیں۔ وہ صحت یا قیام کی صورت ہونے پر اس کی قضا کرے۔ حج کے لئے صحت، مالی استطاعت اور راستہ کے امن کی شرط ہے۔ اور وہ بھی عمر بس ایک دفعہ اس شخص کے لئے جس میں یہ شرائط پائی جائیں۔ احکام زکوٰۃ کی داد تو آجکل کا مادہ پرست نظام بھی دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پس ان پر حکمت احکام عبادات اسلامی میں کسی تبدیلی و ترمیم کی ضرورت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ احکام دائمی اور ابدی ہیں۔ اور ان میں حالات کے مطابق لچک موجود ہے۔

اب رہ گئیں معاملات سے متعلق تعلیمات اسلامی۔ تو یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اسلام نے چودہ سو برس پہلے ایک مثالی سماج قائم کرنے کے لئے جن اصولوں کی طرف رہنمائی کی جن کی بنیاد مساوات۔ اخوت اور عدل و انصاف پر تھی۔ آج دنیا کے مختلف نظام ان اصولوں کو مختلف ناموں سے اپنا رہے ہیں۔ اُن کا یہی فعل ان اسلامی احکام کے حکیمانہ ہونے پر روشن دلیل ہے۔ ہاں البتہ حالات کی تبدیلی معاملات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اسی کے مطابق احکام بھی بدلتے ہیں۔ تو ہر زمانہ کے فقہاء نے پیش آمدہ حالات کے مطابق مسائل اسلامی کے استخراج میں اجتہاد و قیاس سے کام لیا ہے۔ اُس اجتہاد کا دروازہ آج بھی کھلا ہے۔

سائنسی اور اقتصادی دور میں نماز کی ضرورت

اب ہم ڈاکٹر تاراچند اور بعض مسلمان نوجوانوں کے اس اعتراض کو لیتے ہیں۔ کہ جب مشاغل بڑھ گئے ہیں۔ اور وقت نکالنا مشکل ہے۔ تو ان پنجگانہ نمازوں کی کیا ضرورت ہے؟

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ اگر نماز کی غرض محبت الٰہی کی آگ بھڑکا کر خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے سہولت بہم پہنچانا ہے۔ تو جس زمانہ میں مشاغل بڑھ جائیں گے۔ اُس زمانہ میں نماز کی ضرورت بڑھ جائے گی نہ کہ کم ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ جب مقصد کو بھلا دینے کے سامان زیادہ ہوں گے۔ اس وقت بار بار مقصد کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت زیادہ ہو گی اگر نماز اظہار عقیدہ کا ذریعہ ہوتا۔ تب یہ اعتراض وزن بھی رکھتا تھا مگر جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ نماز کی غرض صرف اقرار عبودیت نہیں ۔ بلکہ اس کی غرض تو انسانی نفس میں وہ استعداد پیدا کرنا ہے۔ جس کی مدد سے وہ مادی دنیا سے اوپر اٹھ کر روحانی عالم میں پہنچ جائے۔ اور [illegible] دماغ جسمانی و باقی [illegible]

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان —— مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۱ء

فرقہ وارانہ فسادات اور اُنکی روک تھام

ماہ اکتوبر کے آغاز میں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے طلباء کی یونین کا انتخاب ہوا۔ اس انتخاب میں کچھ امیدوار ہار گئے۔ اور کچھ جیت گئے۔ یہ کوئی نرالا واقعہ نہ تھا۔ ہر جگہ ایسا ہوتا ہے مگر اس معمولی سے واقعہ کو فرقہ وارانہ رنگ دے دیا گیا۔ اور پرلے درجے کی جہالت اور عاقبت نااندیشی کا کھلا ثبوت بہم پہنچایا گیا کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایسے شرمناک واقعات کا آغاز ایسے طلباء کی طرف سے ہوا جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیرِ تربیت ہیں۔ ایسی درسگاہوں میں تعلیم پانے والے تو زیادہ ہوشمند اور سمجھدار ہونے چاہئیں۔ انہی پر تو ہندوستان کے مستقبل کی ذمہ داری ہے۔ پڑھ لکھ کر اگر ان میں بھی تحمل اور برداشت کا مادہ پیدا نہ ہو سکے اور وہ بھی ناسمجھ عوام کی طرح فرقہ وارانہ جذبات سے مغلوب ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے کے لئے آمادہ ہو جائیں تو اس سے بڑھ کر اور شرمناک حرکت کیا ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے یہ بات بھی خاص طور سے قابلِ غور ہے کہ جھگڑا تو طلباء کی دو پارٹیوں میں ہو۔ مگر شہر کے دوسرے لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے کے لئے کیوں آمادہ ہو جائیں۔ یا اس قسم کی وحشیانہ اور غیر مہذب حرکات کا ارتکاب دوسرے شہروں کی درسگاہوں کے طلباء کیوں کریں۔ اگر ایک درسگاہ کے طلباء عقل و خرد کو جواب دے چکے تھے۔ اور انہوں نے قوم و ملک کی ایکتا اور یکجہتی کو نقصان پہنچانے کی قابلِ نفرت حرکت کی تھی تو دوسری ہی سوجھ بوجھ سے کام لیتے اور صبر و تحمل کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈالتے۔ مگر افسوس کہ ایک جگہ سے شرارے اُڑتے ہیں تو دوسری جگہ شعلے لگتے ہیں۔ علیگڑھ کا اثر چندوسی پر ہوتا ہے۔ پھر میرٹھ۔ آگرہ۔ متھرا اور ہاپوڑ وغیرہ مقامات پر بھی کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ حیرت ہے کہ ان مقامات میں بسنے والوں کو آخر ہو کیا گیا؟ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں۔ اس کے تلخ تجربات متعدد بار منصۂ شہود پر آ چکے ہیں۔ عقلمند انسان تو ایک آدھ واقعہ کے بعد ہی سنبھلنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر ہمارے ہم وطن ہیں کہ ایسی صورتِ حال سے کامیابی کے ساتھ نپٹنے کی طرف سنجیدگی سے توجہ نہیں کرتے۔ ورنہ اگر سب علاقوں میں بسنے والے ملک کی ایکتا اور اس کی سالمیت کو مقدم رکھتے ہوئے یکدم اُٹھ کھڑے ہوں اور بلا رو رعایت۔ معقول رنگ میں اس قسم کی شرمناک حرکات کے سدباب کے لئے کوئی عملی قدم اُٹھائیں تو ناممکن ہے کہ اس میں سو فیصدی ناکامی ہو!!

کس قدر نادانی ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات کے ذریعہ ایک فرقہ چاہتا ہے کہ دوسرے فرقہ کو بعض بنیادی حقوق سے محروم کر دے یا اگر اس کا بس چلے تو اُسے ملک بدر کر دے! کاش ایسے ناسمجھ افراد کو اس کے عواقب پر نظر کرنے کی توفیق ملتی۔ اور وہ اس کے بھیانک نتائج پر غور کرتے!! ہمارے ملک میں ہندو اور مسلمان دو بڑی قومیں ہیں یہ قطعی ناممکن ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کے تمام افراد کو ملک سے دھکیل باہر کرے کیونکہ ان لوگوں کو بھی اپنے ملک میں رہنے کا اُسی طرح حق حاصل ہے۔ جس طرح انہیں۔ اور انہیں بھی اپنے وطن سے اتنی ہی محبت ہے جتنی دوسروں کو۔ ایک فریق کو کیا حق پہنچتا ہے کہ دوسرے کو اس سے بے دخل کر دے۔ علاوہ اس کے جس قدر تعداد میں ایک بڑی اقلیت اس ملک میں بس رہی ہے۔ اول تو ناممکن ہے کہ کسی وقت یہ ساری کی ساری اقلیت ملک کو خالی کر جائے۔ لیکن فرض کرو وہ نکال دی جائے تو غور کرو کہ اتنی بڑی اقلیت نکل کر جائے گی کہاں؟ جس ملک میں جائے گی اُس کی صورتِ حال جیسی بگڑ جائے گی وہ تو ظاہر ہی ہے۔ مگر جس ملک سے جائے گی اُس کی اپنی شکل و صورت بھی برقرار نہیں رہ سکتی — پس ایسا خیال وطن دشمن اور ملک سے غداری اور حد درجہ عاقبت نااندیشی پر مبنی ہے۔ جہاں تک ہو سکے ایسے خیالات سے ذہنوں کو جلد سے جلد صاف کرنا چاہئیے۔ اگر ذہنی طور پر یہ انقلاب آ گیا تو سمجھو کہ ہمارے ملک کی ایکتا اور اس کی یکجہتی کی بنیادیں دور دور زمین میں گڑھ گئیں اگر ایسے شیطانی خیالات دماغوں میں گھومتے رہے تو ملک کی بدقسمتی میں کوئی شبہ نہیں۔ خدا کرے کہ ایسے دن جلد ختم ہوں اور ہمارا پیارا وطن امن و شانتی کا گہوارہ بنے!!

اب جبکہ آزادی کے بعد ہم نے اپنے ملک میں سیکولر نظامِ حکومت کو پسند کیا ہے۔ تو اس کے تحت سبھی قسم کے اہلِ مذاہب کو بود و باش کا پورا حق حاصل ہے۔ انہیں ان کے اس بنیادی حق سے کسی صورت میں بھی محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ملک کے باشندوں کے خیالات میں تبدیلی لائی جائے اور انہیں ملک کی خاطر اتحاد و یکجہتی کے لئے دن رات کوشش میں لگے رہنا چاہیئے۔

ہمارے نزدیک ایک ملک میں بڑے بڑے ڈیم بنانے اور صنعتی ترقی کے لئے عظیم الشان کارخانے کھولنے سے کہیں زیادہ ضرورت ملک کے باشندوں کے دلوں کو باہم جوڑنے اور ملک کی خاطر چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر کے ایک دوسرے سے اُلفت اور محبت پیدا کرنے کی ہے۔ اس کے لئے صرف ریزولیوشن پاس کر دینا یا چند تجاویز کو صفحۂ قرطاس پر ثبت کر دینا کافی نہیں بلکہ مضبوط ہاتھوں کے ساتھ کچھ عملی اقدام کی ضرورت ہے اس میں ایسے فرقہ وارانہ فسادات کی بنیادوں کو ختم کرنا بھی ہے۔ اگر ایک جگہ برپا ہونے والے ایسے شرمناک واقعات کو بیخ و بُنگ سے ختم کرنے کی کوشش کی جائے اور دوسرے مقامات پر دانشمندی سے احتیاطی تدابیر عمل میں لائی جائیں تو شرپسندوں کو کسی جگہ بھی سر اُٹھانے کی جرأت نہ ہو۔

ناقدردانی ہوگی اگر اس موقعہ پر ہم صوبہ پنجاب کی قابلِ قدر اور شاندار مثال کا ذکر نہ کریں —— سب لوگ جانتے ہیں کہ پچھلے دنوں اس صوبہ میں ہندو سکھ کشیدگی کس قدر نازک صورت اختیار کر چکی تھی۔ آفرین ہے صوبہ کے نظم و نسق چلانے والوں کے لئے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری کو خوب خوب سمجھا اور پوری بیدار مغزی اور جوانمردی کے ساتھ پیش آمدہ یا متوقع حالات کا مقابلہ کیا اور ایسی چابکدستی سے احتیاطی تدابیر عمل میں لائے کہ صوبہ میں کسی جگہ بھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

پنجاب میں اس عملی تجربہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اگر ایڈمنسٹریشن اس بات کا عزم کر لے اور اپنی ذمہ داریوں کو پورے طور پر نبھانے کی طرف توجہ دے۔ تو کسی جگہ بھی فرقہ وارانہ فسادات کی نوبت نہ آ سکے!!

کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ اس سال کی پہلی سہ ماہی میں جبلپور میں وہ کچھ ہوا اس کے بارہ میں ہمارے قابلِ احترام وزیرِ اعظم کو کہنا پڑا کہ

> "مدھیہ پردیش کے فسادات شرمناک تھے ان کا کوئی جواز نہیں ہے یہ فسادات ہمارے ملک کے نام پر ایک دھبہ ہے۔"
> (الجمعیۃ دہلی ۲/۱ / ۶۱)

اور اب جس قسم کے واقعات کے ساتھ اس سال کی آخری سہ ماہی کا آغاز ہوا کچھ کم باعثِ ندامت نہیں بلکہ ایسے تعلیمیافتہ طبقہ کی طرف سے ان کی ابتداء ہونا جس پر ملک کی بیشتر ذمہ داریوں کا بوجھ پڑنے والا ہے قابلِ فکر صورتِ حال کو پیش کرتا ہے۔ اس لئے ملک کی ایکتا اور اس کی سلامتی کے لئے اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ ملک کے ہر ہر فرد کے کان میں یہ بات اچھی طرح ڈال دی جائے اور ہر نوزائیدہ بچہ کی گھٹی میں اسے داخل کیا جائے۔ کہ بھارت ورش کا ہر باشندہ وطنِ عزیز کا ضروری حصہ ہے۔ سب نے مل جل کر اسی سرزمین میں زندگی کے دن کاٹنے ہیں اور سب ہی کی متحدہ کوششوں سے ملک کی ترقی و سربلندی ممکن ہے۔ اور ملک کی سب ریاستوں میں ایسی احتیاطی تدابیر عمل میں لائی جائیں کہ کسی جگہ بھی اس مقدس اصول کو کوئی شخص اپنی ناپاک کوششوں اور جہالت و نادانی کا نشانہ نہ بنا سکے۔ اور اگر بدقسمتی سے کسی جگہ کوئی ایسا واقعہ رونما ہو جائے تو مضبوط ہاتھوں سے اس کا مقابلہ کیا جائے اور جو لوگوں کا اس میں جرم ثابت ہو وہ خواہ کسی فرقہ سے تعلق رکھنے والے ہوں بلا رو رعایت اُنہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں۔

جہاں تک فرقہ وارانہ فسادات برپا کرنے اور انہیں ہوا دینے کا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ ملکی حالات میں اقلیتی فرقہ اس پوزیشن میں ہی نہیں کہ وہ ایسا کر سکے چنانچہ بعض انصاف پسند غیر مسلم دوستوں تک نے اس کا واضح اظہار بھی کیا ہے۔ جیسے اے جی نورانی صاحب نے صاف کہا ہے کہ

> "یہ کس طرح ممکن ہے کہ مسلمان جو خود فرقہ وارانہ فسادوں میں نقصان اُٹھاتے ہوئے بھی فرقہ داری کا موجب ہوں ایسے فسادات کا بانی وہی ہو سکتا ہے جو ان فسادات سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔"

بہرحال ملک کی فضاء کو آئے دن ایسے حادثات سے مکدر رکھنا خود ملک کی تعمیر نو اور اس کی ترقی کے سامنے بہت بڑی روک پیدا کر دینے کے مترادف ہے۔ جن کا تدارک ازبس ضروری ہے۔

(باقی صفحہ پر کالم ۱)

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی علالت

اچانک گرنے سے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی

لاہور ۷ اکتوبر۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی (بیگم حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب مرحوم) کل غسل خانہ میں اچانک چکر آنے سے گر پڑیں اور بیہوش ہو گئیں۔ آپ کو فوراً ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں بعد معائنہ معلوم ہوا کہ آپ کی بازو کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ کے ساتھ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

(الفضل ۸/۱۰ / ۶۱)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں اسلام کو پھیلانے کا کام ہمارے ذمہ لگایا ہے

اس کام کی وسعت اور اہمیت کا تقاضہ ہے کہ ہم تحریک جدید کی مضبوطی کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ فرمودہ ۲۵ر فروری ۱۹۵۵ء — بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
میں نے گزشتہ خطبہ میں جماعت کے دوستوں سے کہا تھا کہ

تحریک جدید کے وعدوں میں

ابھی ۲۳ ہزار روپے کی کمی ہے۔ جسے انہیں بہت جلد پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے

مجھے خوشی ہے کہ میرے اس اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کمی ۲۳ ہزار سے گر کر ۷ ہزار پر آگئی ہے۔ امید ہے کہ یہ تھوڑی سی کمی بھی چند دنوں میں دور ہو جائے گی لیکن اس دوران میں جو حیرت انگیز بات معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اس کمی کا بہت بڑا باعث

خود ربوہ کی جماعت تھی جس نے تحریک جدید کے وعدوں کی طرف پوری توجہ نہ کی اور سُستی سے کام لیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ لوگ صرف یہاں باتیں سُننے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اور پھر ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ گویا آپ لوگوں کی مثال اس مینڈک کی سی ہے

جو سردی کے موسم میں پانی کی گڑوی بھر کر اپنے جسم پر ڈالتا تھا۔ تو خود کود کر آگے چلا جاتا اور پانی پیچھے گر جاتا تھا۔ بہر حال یہ چیز ہماری آنکھیں کھولنے والی بن گئی اور افسوس پیدا کرنے والی بھی۔ آنکھیں کھولنے والی اس طرح کہ جب ہمارے قریب کے رہنے والوں کی یہ حالت ہے تو باہر والوں کی طرف ہمیں کتنی توجہ کی ضرورت ہے۔ اور افسوس پیدا کرنے والی اس طرح کہ جنہیں دوسروں کا لیڈر ہونا چاہیئے تھا۔ اور ہر بات میں انہیں آگے نکلنا چاہیئے تھا۔ وہی پیچھے رہ گئے۔ جو ایک افسوسناک امر ہے۔ بہر حال یہ بات واضح ہے

کہ ہمارا کام بہت وسیع ہے اور ہم نے ساری دُنیا میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانا ہے۔ اور یہ کام تقاضہ کرتا ہے کہ ہم تحریک جدید کی مضبوطی کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کریں اور بیرونی مبلغین کو اتنا روپیہ بھجوائیں کہ وہ بغیر کسی پریشانی کے اپنے تبلیغی مہمات کو جاری رکھ سکیں۔

بیرونی ممالک سے جو حالات مبلغین کی رپورٹوں کے ذریعہ ہمارے علم میں آتے رہتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انڈونیشیا ملایا۔ ایسٹ افریقہ۔ ویسٹ افریقہ اور مصر وغیرہ ممالک میں بالخصوص ضرورت ہے کہ ہم اپنی تبلیغی مساعی کو پہلے سے زیادہ تیز کر دیں۔ اور اس کے لئے سب زیادہ

ضروری امر یہ ہے

کہ ہمارے مشن مضبوط ہوں اور ان کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ وہ بغیر کسی روک کے اپنی تبلیغ کو وسیع کرتے چلے جائیں۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہمارے بعض بیرونی مشن بھی اپنا فرض صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ اور ان پر ایک جمود کی سی کیفیت طاری ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے تو میں انہیں جھنجوڑوں اور انہیں بیدار کرنے کی کوشش کروں۔ بے شک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام

احباب جماعت کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہی دنوں احباب جماعت کے نام اپنے ایک تازہ پیغام میں فرمایا ہے:۔

"جملہ افراد جماعت احمدیہ کو بار بار تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے رہنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات کے وقت جماعت کی تعداد آج کی تعداد کا بیسواں حصہ بھی نہ تھی لیکن بیعت کی تعداد آج کل کی نسبت سے کئی گنا زیادہ تھی۔ جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس موجودہ رفتار سے تو تین سو سال تک بھی دنیا میں کوئی انقلاب پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور اب تک تو اس قدر معجزات ظاہر ہو چکے ہیں اور اس قدر صداقت سلسلہ ظاہر ہو چکی ہے کہ تھوڑی سی توجہ دلانے سے لوگ صداقت کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہیں۔ کام لینے والوں اور کام کرنیوالوں کی باہمی کوشش سے ہی جلدی ترقی ہو سکتی ہے۔ کام کرنے والوں کو تو ثواب ملے گا ہی لیکن جو افسران اور ذمہ وار احباب اس طرف توجہ دلائیں گے انکو بھی مفت میں ثواب مل جائے گا۔ اسلئے افسران کو چاہیئے کہ بار بار لوگوں سے انکی کوششوں کے متعلق رپورٹیں بھی حاصل کرتے رہیں۔ اس سے بھی توجہ قائم رہتی ہے۔ کیونکہ دلوں کو فتح کرنا کسی ایک شخص کا کام نہیں ہے باہم مل کر کام کرنے سے ہی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

خدا کا نور جب قوم میں ہوتا ہے اس کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور اس قوم کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ دوسرے سب لوگوں کو اس نور سے منور کرے اور جب تک ساری دنیا پر اسلام کا غلبہ نہ ہو جائے اس کو چین نہیں آنا چاہیئے۔

اس زمانہ میں تو بعض ہماری جتنی تعداد رکھنے والی قوموں نے بھی انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اگر جماعت کو بار بار اس کا فرض یاد دلایا جاتا رہے تو جماعت احمدیہ بھی ہر قسم کی قربانی کرنے لگ جائیگی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے سردار تھے۔ انکی قوم جسقدر کوشش عیسائیت کو پھیلانے کیلئے کر رہی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن اسلام کو پھیلانے کیلئے ان لوگوں سے کئی گنا زیادہ کوشش کریں۔

روزہ اور دعا کے ذریعہ روحانی طاقت بڑھتی ہے۔ ان روحانی ذرائع کو بھی اختیار کر کے اپنی روحانی طاقتوں کو زیادہ کرو۔

تحریک جدید کے افریقہ اور امریکہ کے مشنوں کو توجہ دلائی جائے کہ افریقہ اور امریکہ کی حبشی اقوام کی طرف بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے، یہ پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں حبشی قومیں اسلام کی طرف رجوع کریں گی امریکہ کے حبشی باشندے بھی مذہب کیلئے مال و جان کی قربانیاں پیش کرنے کیلئے بالکل تیار ہیں! اسلئے اسلام کی ترقی اس زمانہ میں افریقہ اور امریکہ کے حبشیوں سے وابستہ معلوم ہوتی ہے۔

احباب جماعت کو یہ بھی چاہیئے کہ وہ دو چار چار دوست مل کر مشترکہ طور پر الفضل کے خریدار بنیں۔ تاکہ الفضل میں شائع ہونیوالے مضامین سے فائدہ اُٹھائیں جو ایمان کی تازگی کا موجب ہوتے ہیں۔ (الفضل ۲۳/۹/۶۱)

بعض مشن ایسے بھی ہیں

جنہوں نے اچھا کام کیا ہے۔ مثلاً نائیجیریا کا مشن ہے۔ اس نے نہایت عمدہ کام کیا ہے اسی طرح فری ٹاؤن کے مشن نے بھی اچھا کام کیا ہے۔ لیکن بعض مشن سست ہیں۔ اور انہوں نے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو سمجھا ہی نہیں۔ پھر ہمیں آئندہ کے لئے

نئے مبلغوں کی بھی ضرورت

ہے۔ اگر نئے مبلغین نہیں آئیں گے۔ تو ہم اپنے کام کو ترقی کس طرح دے سکیں گے۔ پھر اگر مبلغ آ بھی گئے۔ لیکن روپیہ نہ آئے تو انہیں باہر بھیجنا مشکل ہوگا۔ بہرحال جو مشن اس وقت تک قائم کئے جا چکے ہیں۔ انہیں ایک حد تک بڑھانا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں اپنے

مبلغین کو لٹریچر مہیا کرنا

چاہیئے۔ اسی طرح انہیں سفر خرچ اور جلسے وغیرہ منعقد کرنے کے لئے اخراجات مہیا کرنے چاہئیں۔ درحقیقت اب تک ہم اپنے مبلغین کو صرف کھانے پینے کے اخراجات ہی دیتے ہیں۔ سفر خرچ نہیں دیتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مبلغین اپنے مشن ہاؤس میں ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ اتفاقاً کوئی شخص ان کے پاس آجائے۔ تو آجائے۔ گویا ان کی مثال پرانے زمانہ کے زاویہ نشین اور صوفیوں کی سی ہے کہ کوئی آدمی ان کے پاس آجائے۔ تو وہ اس سے بات کر لیتے ہیں۔ ورنہ خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ ہم انہیں اخراجات مہیا کریں گے۔ تو وہ باہر نکلیں گے۔

اخراجات کے بغیر

وہ ادھر اُدھر کس طرح پھر سکتے ہیں۔ اگر ہم انہیں سفر خرچ کے لئے روپیہ نہیں دیتے۔ صرف روٹی کا خرچ دے دیتے ہیں۔ تو وہ اپنی روٹی کھا لیا کریں گے۔ اور سارا دن اس انتظار میں بیٹھے رہیں گے۔ کہ کوئی شخص ان کے پاس آئے اور وہ اسے تبلیغ کریں گویا

ان کی مثال

ایک مکڑی کی سی ہوگی۔ جو اپنا جالا تن کر اس انتظار میں رہتی ہے کہ کوئی اس کے جالے میں پھنسے اور وہ اس کا شکار کرے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم انہیں سفر کے لئے خرچ دیں۔ لیکچروں کے لئے خرچ دیں اسی طرح لٹریچر دیں تا۔ وہ اسے لوگوں میں تقسیم کر سکیں۔ جہاں

جماعت قائم ہو چکی ہے

وہاں تو مبلغین کچھ نہ کچھ کام کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جہاں جماعت قائم نہیں ہوتی وہاں یہی حالت ہے کہ مبلغ سارا دن اس انتظار میں رہتا ہے کہ کوئی شخص خود چل کر اس کے پاس آئے اور وہ اُسے تبلیغ کرے۔ یا پھر وہ دعا کرتا رہتا ہے کہ یا الٰہی کوئی شکار بھیج۔ صاف بات ہے کہ اصل شکاری وہی ہے۔ جو شکار کی جگہ پر خود پہنچے۔ اگر کسی کے پاس اتفاقی طور پر خود شکار آجاتا ہے۔ تو وہ کوئی شکاری نہیں جو شکاری کسی درخت کے نیچے بیٹھ جائے اور اس انتظار میں رہے کہ کوئی نیل گائے یا ہرن راستہ بھٹک کر اس کے پاس آجائے۔ تو وہ شکاری نہیں کہلا سکتا۔ غرض ہمارے مشنوں کے لئے مزید سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اور اس لئے جماعت کو کسی وقت بھی اپنے فرائض نہیں بھولنے چاہئیں۔ ان کے سپرد ایک بہت بڑا کام ہے۔ اگر ہم مبلغین کو اخراجات نہیں دیتے تو ان سے فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا۔ پچھلے دنوں

انڈونیشیا سے ہمیں اطلاع آئی

کہ وہاں اگرچہ آبادی زیادہ تر مسلمانوں کی ہے۔ لیکن تعلیم میں عیسائیوں کو زیادہ دخل حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے طلباء عیسائیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ بعض طلباء نے میٹنگ کی اور اس میں ان سوالات پر غور کیا جو وقتاً فوقتاً ان پر ہوتے رہتے ہیں۔ اس پر ہمارے مبلغ وہاں گئے اور طلباء نے چاہا کہ انہیں عیسائیت کے خلاف منظم کیا جائے۔ لیکن یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہم مبلغین کو لٹریچر مہیا کریں۔ سفر کے لئے اخراجات دیں۔ تاکہ وہ طلبہ کو منظم کر سکیں۔ عیسائیت کا حملہ صرف غیر مسلم ممالک میں ہی نہیں۔ بلکہ مسلم ممالک پر بھی عیسائیت کا شدید حملہ ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہی ہے۔ اس لئے یورپ اور امریکہ میں ہی عیسائیت کے مقابلہ کی ضرورت نہیں بلکہ مسلم ممالک میں بھی عیسائیت کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے

بعض نادان کہہ دیتے ہیں

کہ مسلم ممالک میں مبلغین بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ان کے باشندے تو پہلے ہی اسلام کے پیرو ہیں۔ لیکن وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ مسلمان کہلانا اور بات ہے اور اسلام کی تعلیم پر عمل کرنا اور بات ہے۔ مسلمانوں نے گذشتہ زمانہ میں اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے میں سخت کوتاہی سے کام لیا ہے۔ اس لئے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ لیکن ان کے اندر

اسلام کے لئے غیرت

موجود نہیں تھی۔ پس اس کے نتیجہ میں لازمی طور پر عیسائیت ترقی کرتی گئی اور اس نے مسلم ممالک میں بھی اپنا جال پھیلا دیا۔ مسلمان محض نام کے رہ گئے اور تعلیم یافتہ اور

جاہل دونوں عیسائیت کا شکار ہو گئے تعلیم یافتہ اس لئے کہ ان کے افکار پر عیسائی غالب تھی۔ اور جاہل اس لئے کہ ان کے اعتقاد پر عیسائیت غالب تھی۔ اور اس وجہ سے اس کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اور اس کے لئے نہ صرف ہمیں غیر مسلم ممالک میں جانا پڑے گا۔ بلکہ مسلم ممالک میں بھی جانا پڑے گا۔ اور لوگوں کے سامنے

صحیح اسلامی تعلیم

رکھنی پڑے گی۔ پس جماعت کو اپنی ذمہ داریاں نہیں بھلانی چاہئیں۔ جب بھی جماعت غفلت سے کام لے گی وہ ریلا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روکا تھا اور وہ سیلاب جو آرہا تھا اور اس کے آگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بند باندھا تھا ٹوٹ جائے گا۔ اور سیلاب آگے بڑھنا شروع ہو جائے گا۔ اس سیلاب کو روکنا اور اس سے ہوشیار رہنا ہماری جماعت کی اولین ذمہ داریوں میں شامل ہے ۔

(الفضل مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کی وفات پر

تعزیتی قراردادیں

کلکتہ

یہ خبر جماعت احمدیہ کلکتہ کے لئے انتہائی صدمے اور رنج والم کا موجب ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے داماد اصغر حضرت نواب عبداللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جماعت کلکتہ اس قومی و جماعتی صدمہ پر خاندان حضرت مسیح موعودؑ و حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام جماعت کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماوے اور حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ و خاندان کے تمام ممبران کو صبر جمیل بخشے۔ آمین۔

خاکسار محمد شمس الدین

قائمقام امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

سونگھڑہ

آج مورخہ ۲۹/۹/۶۱ کو مجلس عاملہ سونگھڑہ کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں مجلس عاملہ کے احباب کے علاوہ بہت سے دیگر احباب حاضر تھے متفقہ طور پر پاس ہوا کہ محترم حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے سارے احباب گہرے صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ مولا کریم مرحوم مغفور کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرماوے آمین ثم آمین۔

نیز ہم سب حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ خاندان حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خاندان حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارک میں دلی رنج و غم کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہیں

خاکسار سید مبشر الدین احمد

امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ)

بنگلور

اخبار "بدر" میں حضرت نوابزادہ میاں عبداللہ خاں صاحب کی المناک وفات کی خبر پڑھ کر سب کو بہت صدمہ ہوا۔ کل بروز جمعہ امام الصلوٰۃ ڈاکٹر محمد امام صاحب مولوی فاضل نے حضرت نواب صاحب مرحوم کے مختصر حالات سنانے کے بعد نماز جمعہ جنازہ غائب پڑھایا۔ اور تعزیتی جلسہ میں قرارداد پاس کی۔ کہ جماعت احمدیہ بنگلور حضرت نواب صاحب مرحوم کی المناک وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ خدا آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔

خاکسار محمد عبدالرحیم صدر جماعت احمدیہ بنگلور

"کیرنگ (اڑیسہ)"

حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سن کر علاقہ کی احمدیہ جماعتوں کے احباب کو دلی صدمہ ہوا۔ جماعت کی ایک مایہ ناز ہستی ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۲ جماعت حلقہ کی جماعتوں کے احباب دست بدعا ہیں کہ مولا کریم مرحوم کے درجات کو بلند کرے۔ اور فردوس بریں میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اور مرحوم کے پسماندگان

"ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"[1]

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

(از مکرم سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پڑھ کر جی میں آیا کہ دیکھوں گیتا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کیا مہما لکھی گئی ہے۔ بہت تلاش کرنے کے بعد سری مد بھاگوت کے دوادش سکند کے دوسرے ادھیائے میں ایک مبسوط پیشگوئی دیکھنے میں آئی۔ جس میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیشگوئی حضرت نبی کریم صلعم کے بارے میں ہے۔ اس میں آپ کی دونوں بعثتوں کا ذکر ایک ہی شخص کے ذیل میں کیا گیا ہے۔

بعثتِ اولیٰ کا ذکر کرنے کے بعد بعثتِ ثانیہ کا ذکر یوں شروع ہوتا ہے:۔

(۱) اس کے ایک ہزار سال بعد ایک شخص میں پرمیشور حلول کریں گے (۲) اس بزرگ کے زمانہ میں آگ کو گھوڑے کا کام سپرد کیا گیا ہوگا (۳) نندک نامی تلوار کو لے کر دور دور تک شہرت پائیں گے (۴) وہ بزرگ گھوڑے پر چڑھ کر تلوار لے کر ساری دنیا میں پھریں گے اور آٹھوں نعمتیں تقسیم کریں گے (۵) وہ دنیا میں بڑی شان سے پھریں گے اور بدعمل لوگوں کا ناس کریں گے۔ (۶) رہزن پاپی اور دشٹوں کے سردار کو ہلاک کریں گے (۷) جن جن کے دنیا کے برے لوگوں کو ہلاک کریں گے اور دنیا کو ایسا کر دیں گے کہ گویا اس میں کسی کو لڑنے کی تاب نہیں ہے (۸) سادھو اوتم ہو جائیں گے اور دھرم کی طرف دھیان دیں گے (۹) جب وہ کلکی اوتار آئے گا تمام دینوں کی حفاظت کرے گا (۱۰) اس وقت لوگ نئی زندگی پائیں گے۔ (۱۱) اس وقت چاند اور سورج ایک راسی پر جمع ہو جائیں گے۔ . . . . . اب جان لو کہ ست جگ شروع ہو گیا اور کلجگ ختم ہو گیا۔

ہر نبی بعد کے آنے والے نبی کے بارے میں خدا سے علم پا کر کچھ نہ کچھ بتا جاتا ہے تا اس نبی کے زمانہ کے نیک لوگوں کو اس کے پہچاننے میں مشعل راہ کا کام دے اور وہ اس مامور پر ایمان لا کر خدا کی رحمت کے مستحق ہو جائیں۔ یہ خدا کی کیسی مہربانی ہے کہ وہ سعید لوگوں کی سہولیت کے ایسے سامان کر دیتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ تمام نبیوں نے اپنی اپنی امت کو اس آخری زمانہ کے دجالی فتنہ سے آگاہ کر دیا ہے اور اس زمانے کے مصلح ربانی کے بارے میں نشانیاں بتا دی ہیں۔ تمام آسمانی کتابیں اور خدا رسیدہ بزرگوں کے اقوال اس زمانہ اور اس زمانہ کے مصلح ربانی کی پہچان کے بارے میں کثرت سے موجود ہیں۔ اور جو شخص بھی خالی الذہن ہو کر اس زمانہ کے مامور کی صداقت کے بارے میں سوچے گا تو وہ جلد ہی صداقت کو مان لے گا۔ نشانیوں کی کمی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام نے آج سے ساڑھے تین ہزار سال پہلے اس زمانہ کے مامور من اللہ کے بارے میں حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت ثانیہ کے ذکر میں کئی پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔ جو پوری ہو کر ان کی خدا دوستی کا ثبوت دیتی ہیں۔ اور حق و ہدایت کی طرف رہبری کرنے والی ہیں۔

پیشگوئی کے طرز بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دنیا کی ہدایت کے لئے پہلے آیا تھا۔ پھر وہی شخص ایک ہزار سال کے بعد آئے گا۔ اس سے آپ نے بتایا ہے کہ دیکھنے میں دو وجود ہوں گے مگر درحقیقت وہ ایک ہی ہوں گے دونوں وجودوں کا آپس میں اتنا اتصال ہوگا کہ درمیان سے دوئی جاتی رہے گی اسی وجہ سے حضرت نبی کریم صلعم نے یدفن معی فی قبری فرما کر شدید اتصال کا اظہار فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو حضرت نبی کریم صلعم کی بعثتِ ثانیہ کے مظہر ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

من فرق بینی و بین
المصطفٰی فما عرفنی
وما رأی جو شخص میرے اور حضرت نبی کریم صلعم کے درمیان فرق کرتا ہے درحقیقت اس نے مجھے پہچانا نہیں۔ اور نہ ہی عرفان کی نگاہ سے مجھے دیکھا۔ حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیم میری تعلیم ہے۔ آپ کا فرمان میرا قول ہے۔ آپ کی کتاب میری کتاب ہے۔

آپ فرماتے ہیں

اک نو زبرِ خدا ہوں اس کی ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

فارسی اشعار میں فرماتے ہیں:۔

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی ست
ویں آب من ز آب زلال محمد ست

یہ روحانیت کا جاری چشمہ جو لوگوں کو دے رہا ہوں وہ تو محمدی کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ یہ میری آگ کہ جس سے میں لوگوں کو گرماتا ہوں درحقیقت مہر محمدی کی آگ ہے۔ یہ روحانی پانی جو لوگوں کو بانٹتا ہوں وہ زلالِ محمد کے پانی سے ہے۔

مختصر یہ کہ آپ نے نظم میں نثر میں بارہا یہ بیان فرمایا ہے کہ جو کچھ میں پیش کر رہا ہوں وہ میرا نہیں ہے وہ سب کچھ حضرت نبی کریم صلعم کے فیض و برکت کے طفیل انہی کی چیز جو مجھے ملی ہے۔ وہ لوگوں تک پہنچاتا ہوں۔

دوسری ایک پیشگوئی یہ فرمائی کہ وہ ایک ہزار سال بعد پھر کسی پر پرسن ہو کر نمودار ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ

خیر القرون قرنی ثم
الذین یلونھم ثم
الذین یلونھم ثم
یفشو الکذب المحدیث

مطلب یہ کہ آپؐ کی امت تین سو سال تک نہیں بگڑے گی دوسرے نبیوں کی امتیں اس سے کہیں کم مدت کے اندر اندر بگڑ جاتی رہی ہیں۔ مگر آپ کی امت تین سو سال تک خطرناک بگاڑ سے محفوظ رہے گی۔ اس کے ایک ہزار سال بعد یعنی تیرہ سو سال بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعثت ثانیہ کے مظہر بن کر مبعوث ہوئے۔ اس طرح یہ پیشگوئی بھی علی وجہ الاتم پوری ہوئی۔

اسی طرح ایک علامت یہ بتائی کہ اس زمانہ میں گھوڑے کا کام آگ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ ریل۔ جہاز۔ ہوائی جہاز وغیرہ تیز رفتار سواریاں آگ کی مختلف شکلوں کی مرہونِ منت ہیں۔ عیاں راچہ بیاں کیسی صفائی کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔

ایک پیشگوئی یہ بھی ہے کہ وہ بزرگ نندک نامی تلوار ہاتھ میں لئے گھوڑے پر سوار ہو کر ساری دنیا میں پھریں گے۔

نندک تلوار سے کیا مراد ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ اس سے قرآن شریف مراد ہے کیونکہ نندک کے لغوی معنے خوشی دینے والا۔ آرام پہنچانے والا، راحت دینے والا وغیرہ

اب لوہے سے بنی ہوئی تلوار کسی کو خوش کیسے کر سکتی ہے۔ کسی کو آرام کیسے پہنچا سکتی ہے۔ نندک تلوار سے مراد درحقیقت دلائل قاطع کی تلوار یعنی قرآن مجید ہے جو عقل اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہر دعوے کی ایسی دلیل دیتا ہے کہ فطرت صحیحہ اور عقل سلیم اس دعویٰ کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے بے دھڑک اٹھتی ہے۔ اور یہ چیز قرآن کریم میں علی وجہ الاتم پائی جاتی ہے۔

خالق فطرت انسانی جذبات و احساسات کا اتنا خیال رکھتا ہے کہ قرآن شریف میں اگر کوئی اس کے حکم دینے کے طریق پہ غور کرے گا تو بے اختیار اس کی محبت کا قائل اور گھائل ہو جائے گا مثلاً شراب سے بند کرنے اور روزے کا حکم دینے پر غور فرمایا جائے۔

ایسی ایسی نرالی طرز سے اپنا دعویٰ اور اپنے احکام کو منواتا ہے کہ انسان خود بخود خوشی خوشی اس کا قائل اور فرمانبردار بن جاتا ہے۔

اس زمانے کے آتشیں گھوڑوں پر سوار ہو کر اور ہاتھ میں نندک تلوار لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے متبعین ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں اور نندک تلوار سے لوگوں کو گھائل کر رہے ہیں۔ ساری دنیا ان کے دلائل سے ہار مانتی ہے۔ اور اس تلوار کے طفیل حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ یہ اس پیشگوئی کی صداقت پہ گواہی دے رہی ہے۔ جو آج سے ساڑھے تین ہزار سال پہلے خدا کے برگزیدہ نبی نے فرمایا تھا۔

ساری دنیا میں بڑی شان سے پھریں۔ بدعمل لوگوں کو ناس کرنے رہزن دشٹ پاپیوں کے سرداروں کو ہلاک کرنے کی پیشگوئی بھی بڑی آب و تاب کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص متبعین ساری دنیا میں بڑی شان سے پھر رہے ہیں کوئی نہیں جو روک سکے۔ ان کا مقابلہ کر سکے جو پہلے پہل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ و مباہلہ کر چکے تھے وہ خود ہلاک ہو کر دوسروں کے لئے باعث عبرت بنے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی اٹھے گا تو اس ابدی صداقت کا ثبوت دیکھ لے گا۔ ان شاء اللہ

دنیا کو ایسا بنا دیں گے کہ گویا کسی میں لڑنے کی تاب نہیں ہے۔

یہ پیشگوئی کما حقہ پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو بار بار چیلنج دیا۔ انعامات مقرر کئے کہ اگر تم مجھے سچا نہیں سمجھتے تو تم قبولیت دعا میں میرا مقابلہ کرو۔ عربی زبان میں میرا مقابلہ کر لو خواہ کسی زبان میں میری کتابوں کا رد لکھ کر لاؤ۔ اور میرے مقابلہ میں تفسیر لکھ کر مجھ پر فوقیت لے جاؤ۔ تو تمہیں اتنا انعام دیا جائے گا۔ . . . . . بار بار اعلان کے باوجود دنیا بالکل خاموش ہے۔ آپؑ نے صاف کہہ دیا

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اسی طرح سادھو، اوتم ہو جائیں گے

کی پیشگوئی بھی ہم بچشم خود پوری ہوتی دیکھتے ہیں۔ حضرت المسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے کہ

"بدلستان برم آں رہ کہ پارسا باشد"

جو پارسا ہوگا اُسے میں خدا تک لے جاؤں گا ہزاروں پارسا ہو خدا کے ایسے مقرب ہو گئے کہ خدا ان سے باتیں کرنے لگا سچی خوابوں سے اور دعاؤں کو سنکر انا الموجود کا ثبوت دے رہا ہے۔ ان کا وجود خدا نما ہوگیا ہے۔

اسی طرح یہ بھی پورا ہوا کہ وہ کلکی اوتار آئے گا تو سارے دیوں کی حفاظت کرے گا۔

یوں تو قرآن مجید میں گذشتہ انبیاء اور سماوی کتب کی سچی تعلیم رکھ دی گئی ہے۔ اور فیھا کتب قیمۃ کہکر تمام انبیاء کی لائی ہوئی تعلیم کا لب لباب قرآن شریف میں درج کیا جاچکا ہے۔ مگر جس طرح قرآن مجید کی دوسری تعلیموں کو دنیا بھلا چکی تھی۔ اس تعلیم کو بھی بُھلا چکی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس تعلیم کو زندہ کرکے تمام گذشتہ انبیاء کی عظمت لوگوں میں قائم کردی۔ اور قرآن شریف کے تراجم مختلف زبانوں میں کرکے دنیا کے سامنے پیش کئے جانے سے ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے نبیوں کی تعلیم اس میں پاکر خوش ہوتے اور قرآن مجید کی صداقت کے قائل ہوجاتے ہیں۔

سورج اور چاند کے ایک راس پر جمع ہونے کی پیشگوئی بھی ۱۳۱۱ھ کو پوری ہوئی۔ قرآن شریف میں جمع الشمس والقمر ویلہ ہے اور حدیث میں ان لمہدینا آیتین ۔۔۔۔ الحدیث آتی ہے رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو گہن لگا اور سبھوں نے دیکھا۔ غرض ایسی تمام پیشگوئیاں پوری ہوکر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مظہر بعثت ثانیہ حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت ثابت کرتی ہیں۔ وہاں ساڑھے تین ہزار سال قبل حضرت کرشن علیہ السلام کی صداقت ثابت کررہی ہیں کہ وہ واقعی خدا کے برگزیدہ بندے تھے۔

اسی کسوف خسوف والی پیشگوئی کو لے کر میں بنارس یونیورسٹی کے ایک فارغ التحصیل پنڈت کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا کہ اس طرح کسوف خسوف تو ہوگیا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس وقت کوئی جہاپرش دنیا میں پیدا ہو۔ اسکے جواب میں اس نے کہا کہ ہم نے اسی شلوک کو لیکر بنارس کے پنڈتوں سے پوچھا ہے مگر اب تک انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

مختصر یہ کہ حضرت کرشن علیہ السلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس زمانہ کے مامور و مرسل کی علامتیں بیان کردی ہیں۔ ساڑھے تین ہزار سال پہلے انہیں حضرت نبی کریم صلعم کی دونوں بعثتیں نظر آگئیں اور وہ آپ پر دوسرے انبیاء کی طرح ایمان بھی لے آئے مگر آج دنیا ان کو اپنی آنکھ کے سامنے دیکھتی ہے۔ تمام علامتیں پوری ہوتی ہوئی پاتی ہے مگر انکار کرتی ہے سچ ہے۔

قدر گوہر شاہ بداند یا بداند جوہری

ان اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

خدا نے جو خبر دی تھی کہ

"اے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے"۔

وہ بالکل صحیح ثابت ہوتی ہے۔

دہرہ میں مسلمانوں کیلئے ایک سبق

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

انسان جس قدر نبوت سے بے تعلق اور دور ہوتے جاتے ہیں اتنا ہی وہ حقیقت سے محروم اور ظاہر پرست بنتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ انبیاءؑ کی امتوں کا جو حال ہے اور اسکی تاریخ ہمارے سامنے ہے اس امر پر کافی شاہد ہے۔ بنی اسرائیل آج تک ایلیا کے آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ جانے کے قائل ہیں اور اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ وہی ایلیا جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان سے نازل ہوگا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سچے مسیح کا انکار کردیا۔ اور یہ کہہ دیا کہ سچے مسیح کی آمد سے قبل ایلیا کی آمد ضروری ہے حضرت مسیح علیہ السلام نے انہیں ہر چند سمجھایا کہ تمہارا یہ خیال خام ہے۔ اس کی آمد سے مراد اس کے مثیل کی آمد تھی۔ جو یحیٰؑ علیہ السلام کے وجود میں پوری ہوچکی اور اب تمہاری انتظار بے سود ہے۔ مگر یہود چونکہ تکبر کے نقیب ہو چکے تھے اپنی ہٹ سے باز آنے والے نہ آئے۔ گڑھے میں گرنے والے کو دیکھ کر اس کے پیچھے آنے والا اس سے سبق حاصل کرتا اور اپنے آپ کو گڑھے میں گرنے سے بچا لیتا ہے۔ مگر وائے افسوس مسلمانوں پر نہ انہوں نے اس بات سے کچھ بھی سبق حاصل نہ کیا اور یہود کے نقش قدم پر قدم مار کر اپنے آپ کو اس گڑھے میں گرا دیا اور مسیح کے اس قول کو بھلا کر اور قرآن کو نظر انداز کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کے فیصلہ کے خلاف آسمان پر جا بٹھایا اور ان کے مثیل کی آمد کا انکار کرکے اپنے آپ کو یہود کا مثیل ثابت کردیا۔ ان کا بھی کہنا ہے کہ چونکہ احادیث میں مسیح ابن مریم کا نام آیا ہے۔ لہٰذا وہی اسرائیلی مسیح آسمان پر زندہ مع جسم خاکی تشریف فرما ہیں۔ لہٰذا انہی کی واپسی کی انتظار ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب کسی شخص کا نام لیا جائے تو اس سے مراد وہی فرد ہوتا ہے نہ کہ اس کا مثیل۔ حالانکہ ایلیا کی دوبارہ آمد کے متعلق حضرت مسیح ناصری کے فیصلہ کا ان کے پاس کوئی صحیح و تسلی بخش جواب نہیں۔ وہاں ایلیا کا لفظ موجود ہے۔ اور یہ علم ہے۔ جو ایک گذشتہ نبی کا نام تھا۔ لیکن وہ پھر بھی اپنی بات پر بضد و مصر ہیں۔ حالانکہ اگر مسیح کا ان فیصلہ نہ بھی ہوتا تو بھی زبانوں کے محاورات اور تاریخی حقائق کی بنا پر ان کے لئے اس بات کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ مگر انہوں نے یہود کے اس خیال سے کچھ بھی سبق حاصل نہ کیا میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب وہ ان سے ان کی ہمسایہ قوم ہنود نے اس مسئلہ کو نہایت عمدگی سے سمجھا ہے وہ ان سے ہی سبق حاصل کریں۔ دیکھیں وہ ہر دسہرہ کے موقع پر حضرت رامچندر کے بن باس اور پھر راون پر فتح کی یاد مناتے ہیں۔ ہر شہر و بستی اور ہر محلہ میں مثیل رام و مثیل لچھمن و مثیل سیتا مقرر کرکے ان کو انہی کے ناموں سے پکارتے ہیں۔ گویا ایک ہی دن میں سینکڑوں رام اور سینکڑوں سیتائیں بن جاتی ہیں۔ گو حقیقت کے لحاظ سے خواہ ان میں سے کوئی بھی رام اور کوئی بھی لچھمن اور کوئی بھی سیتا نہ ہو۔ مگر وہ ان کو رام لچھمن اور سیتا کا نام دیتے ہیں۔ گویا وہ اپنی زبانِ حال سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ رام و لچھمن و سیتا جو درحقیقت ان کے بزرگوں نے اس نقطہ کو مدنظر رکھ کر اس شاندار تاریخی واقعہ کی یاد تازہ رکھی ہے۔ تاکہ آنے والی نسلیں اس مسئلہ کو بخوبی ذہن نشین کرلیں کہ ان میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔ کہ وہ رام بنے لچھمن بنے اسی طرح ان کی عورتوں کا فرض ہے کہ سیتا بننے کی کوشش کریں۔ اور وہ دنیا پر اپنے خیال میں ان کا اپنی طرف سے نمونہ بنا کر کھڑا کردیتے ہیں۔ اور وقتی طور پر لوگ سچ مچ اس کو رام و لچھمن و سیتا اور اس طرح ایک شخص کو راون سمجھتے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر اُس کو فاتح قرار دے کر راون کو جلا کر فنا کر دیتے ہیں اور اس عملی سبق کے ذریعہ سے بتا دیتے ہیں کہ رام کے نام پر کھڑا ہونے والا فاتح ہوا کرتا ہے اور راون کے نام پر کھڑا ہونے والا ہلاکت سے کبھی بچ نہیں سکتا۔ یہ ڈرامہ اسی سبق کا تکرار و اعادہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی کہ اللہ تعالےٰ نے یہ بات مقرر کر رکھی ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہی ہمیشہ غالب آتے ہیں۔ اور ان کا دشمن ہی ہمیشہ مغلوب مفتوح اور ہلاک ہوتا ہے۔ پس غیر احمدیوں کا یہ کہنا کہ جب تک کسی علم کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد ہمیشہ وہی اصلی وجود ہوتا ہے۔ جس کا وہ نام رکھا گیا ہوتا ہے درست نہیں۔ بلکہ بعض اوقات استعمال میں اس سے مراد وہی شخص ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات اس سے مراد اس کا مثیل اور شبیہ مراد ہوتا ہے۔ جیسے کہ ہندوؤں کا یہ دستور اس پر شاہد ناطق ہے۔ یہ چیز ہر سال ان کے سامنے آتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اس سے سبق حاصل کرکے اصل حقیقت معلوم نہیں کرتے۔ کیا دنیا کے لوگوں کو تو یہ حق حاصل ہے کہ وہ تو اصل وجود کے بعد اس کا نام کسی اور کے لئے استعمال کریں۔ مگر خدا اور اس کے رسول کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی علم کو کسی اس کے مثیل و ہم رنگ کے لئے استعمال کریں یہ واقعات تو اپنی جگہ ہیں۔ میں اس جگہ ایک نظم سے بھی اس امر کی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک علم دوسرے کے لئے استعمال ہوجاتا ہے اور مراد اس سے مماثلت کا اظہار ہوتا ہے۔ اخبار پرتاپ ۱۱؍ اکتوبر ۱۹۵۰ء میں الف این آبادی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

مسجود خلائق ہے دراصل وہی جس نے
آفاق سے ٹکرا کر بگڑی کو بنا ڈالا
بیداری قسمت کے اسباب وہ کیا جانے
جس شاکر قسمت نے قسمت کو سُلا ڈالا
نم راہ پہ چلا کے پھر کچھ رام کے گن سیکھو
کیوں غیرت قومی کو گنگا میں بہا ڈالا
سیتائیں کئی اب تک امداد کو روتی ہیں!
میں یاد کراتا ہوں تم نے تو بھلا ڈالا

آخری شعر میں شاعر نے پاکستان میں رہ جانے والی ہندو عورتوں کو سیتا کا نام دیا ہے جس سے اس کی مراد یہ ہے کہ وہ بھی سیتا کی طرح مظلوم ہیں اور امداد کی محتاج ہیں۔ شاعر کی یہ منشاء ہرگز نہیں کہ حضرت رام چندر کی کئی بیویاں سیتا نامی تھیں جو اس وقت سے اب تک مظلوم چلی آتی ہیں۔

(باقی صفحہ ۸ کالم ۳)

دہلی کے جلسہ عید میلاد النبی صلعم میں ڈاکٹر تاراچند کی تقریر

(بقیہ صفحہ اوّل)

خواہشات میں ہی اُلجھ کر نہ رہ جائے بلکہ اعلیٰ اخلاق کو حاصل کرے۔ پس نماز صرف عبودیت کا اظہار نہیں کرتی۔ بلکہ قلب اسلامی کو جلا دینے والی شئے ہے۔ اور اس کی مدد سے انسان بدیوں اور بدکرداریوں سے بچتا ہے اور اُس کا وجود بنی نوع انسان کے لئے مفید بنتا ہے اور وہ ملت و قوم کا ایک فائدہ بخش فرد بن جاتا ہے۔

اس بدامنی کے زمانہ میں۔ شورش اور نفسا نفسی کا اصل سبب یہی ہے کہ لوگ سچی عبادت میں کوتاہی کرنے لگے ہیں۔ ورنہ اگر صحیح عبادت کا طریق لوگوں میں رائج ہوتا تو اس دنیا کے خالق و مالک سے محبت و اتصال کی وجہ سے باہمی بغض و نفرت کی بجائے باہمی اُلفت و ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا۔ جو امن کا منبع اور اُس کی ضمانت تھا۔

پنجگانہ نمازوں کی حکمت دوسرا جواب یہ ہے کہ جب ہم نماز پنجگانہ پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اسلام نے نیچر کے ہر عظیم تغیر پر ایک عبادت یعنی نماز مقرر کی ہے تاکہ دنیوی کاموں میں مشغول رہنے کے وقت فضا میں جو تغیر پیدا ہو۔ وہ انسان کو اس کے خدا کی جانب کی طرف اور اُس کے مقصدِ حیات کی طرف توجہ دلاتا رہے۔ سورج زوال کی طرف چلا تو اس تغیر پر ظہر کی نماز۔ دھوپ زرد ہوئی اور دن کی روشنی کے ختم ہونے کے لئے تھوڑا سا وقفہ رہا۔ تو اس تغیر پر عصر کی نماز۔ سورج غروب ہو گیا تاریکی کا آغاز ہوا۔ تو اس تغیر پر مغرب کی نماز۔ تاریکی بالکل چھا گئی اور انسان آرام کی طرف مائل ہوا تو دنیوی کاموں سے فراغت پا کر آرام کرنے سے قبل خدا کی یاد بصورت نمازِ عشاء۔ اور رات ختم ہونے پر جب صبح کی روشنی نمودار ہوا اور فضا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہوا تو فجر کی نماز مقرر کی۔ تاکہ نیچر کے انقلاب پر خدا کو یاد کیا جائے۔ گویا ان پنجگانہ نمازوں کی تعیین قوانین قدرت کے عین مطابق ہے اور وہ اپنے اندر عجیب حکمت رکھتی ہیں جب انسان کاروبار میں مصروف ہو کر خدا سے غافل ہونے لگتا ہے۔ عین اُس وقت خدا کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے نماز رکھ دی۔ جیسے ظہر و عصر اور مغرب اور اس حکمت کی طرف آیت قرآنی "حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ" والی آیت اشارہ کر رہی ہے "صلوٰۃ وسطیٰ" سے مراد وہ نماز جو کاروبار کے درمیان

آئے۔ اس کی ادائیگی کا خاص طور پر خیال رکھو۔ اور دل کی میل کو ساتھ ساتھ دھوتے رہو۔

پانچ تغیر تیسرے اس زمانے کے مامور ربانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے ایک ایمان افزا لطیف پیرایہ میں ان پنجگانہ نمازوں کی تعیین کی جو حکمت بیان فرمائی ہے۔ اس کا یہاں درج کر دینا نہایت ہی مناسب ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں۔ وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہیں۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں۔ اور تمہاری فطرت کے لئے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔

(۱) پہلے جب کہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت کے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا۔ اُس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی۔ جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اُس وقت تم پر آتا ہے جب کہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش کئے جاتے ہو۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نُور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اُس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نُور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے۔ اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے۔ اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گذر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو سو یہ حالت اُس وقت کے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اُس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہو ہی جاتی ہے اور اُس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً جبکہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنا دیا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو۔ سو یہ حالت اُس وقت کے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے۔ اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

(۵) پھر جب کہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو۔ تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے۔ اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی [illegible] چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کی ہیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدے کے لئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو۔ تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی تغیرات کے ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کی قضاء و قدر تمہارے لئے لائے گا۔ پس قبل اس کے جو دن چڑھے۔ تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو۔ کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے"۔ (کشتی نوح)

نماز اور اقتصادیات اب ہم اس اعتراض کا جائزہ لیتے ہیں۔ کہ پانچ نمازوں پر جو وقت صرف ہوتا ہے۔ اس کا اثر پیداوار اور اقتصادی حالت پر پڑتا ہے۔ اگر ایک مزدور یا پیشہ ور یا کسان اتنا وقت اپنے کارخانہ۔ دکان یا کھیت میں کام کرتا ہے۔ تو اتنی ہی پیداوار اور زیادہ ہوتی اور ملک کی حالت بہتر ہو جاتی۔ گویا اگر پانچ وقت عبادت کے نذر کر دیئے جائیں۔ تو معاشی حالت پر اس کا ناخوشگوار اثر پڑے گا۔

جہاں تک دن رات میں پانچ نمازوں کا تعلق ہے۔ لوگوں نے اُسے ہوّا بنا رکھا ہے اگر حقیقت حال پر نظر کی جائے تو صبح اور عشاء کی دو نمازیں ایسی ہیں۔ جن کا کاروبار پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ ان اوقات میں عموماً لوگ کاروبار سے فارغ ہو کر اپنے گھروں میں آرام کر رہے ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر آرام کرنے سے قبل رات کو اور پھر کاروبار پر جانے سے قبل صبح اُٹھ کر اپنے خالق و مالک کو یاد کر لے اور کچھ وقت اُس کی عبادت میں لگا دے تو یہ امر قابل ستائش ہے نہ کہ قابل اعتراض۔

اب رہ گئیں باقی تین نمازیں ان میں سے ظہر کی نماز اُس وقت پڑھی جاتی ہے جبکہ کارخانوں اور دفاتر کے مزدوروں اور کارکنوں کو دوپہر کے کھانے کے لئے ایک گھنٹہ کا وقفہ ملتا ہے۔ اگر ایک شخص اس وقفہ میں یہ نماز بھی ادا کر لے۔ تو اس نماز کا بھی معاشیات پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اب صرف دو نمازیں عصر اور مغرب کی رہ گئیں۔ عصر کے قریب کارخانوں اور دفاتر میں رخصت ہو جاتی ہے اس صورت میں اپنی ڈیوٹی اور فرائض کی انجام دہی کے بعد اگر کوئی شخص یہ نمازیں گھر پر یا مناسب جگہ پر ادا کر لے۔ تو بھی ان نمازوں کا معاشیات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ بعض کارخانوں یا دکانوں کے کارندوں کو ان اوقات میں بمشکل فرصت ملتی ہے۔ ایک نماز پر قریباً دس بارہ منٹ صرف ہوتے ہیں۔ اگر نیت ہو اور ارادہ ہو۔ تو ان دو نمازوں کے لئے بیس پچیس منٹ کی فرصت نکال لینا کوئی مشکل بات نہیں۔ ہم تو یہاں تک کہیں گے کہ پانچ نمازوں کی ادائیگی کے لئے قریباً ایک گھنٹہ صرف ہوگا۔ کیا دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک انسان ۲۳ گھنٹے اپنے جسم کے آرام و آسائش اور ضروریات کا خیال رکھ کر صرف ایک گھنٹہ روحانی تقاضوں کو پورا کرنے اور اپنے خالق و مالک کی عبادت کے لئے نہیں دے سکتا؟ یقیناً دے سکتا ہے اور دینا چاہیئے۔

کار خانوں اور دفاتر میں آجکل کام کا
دن ۸ گھنٹے کا ہوتا ہے اور اس میں بھی کمی
کرنے کا منصوبہ ہے ۔ چنانچہ روس کے وزیر اعظم
خروشچیف نے گذشتہ سال ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو
نیویارک کی ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے
بڑے فخریہ انداز سے کہا ۔

"اب ہمارے ملک میں کام کا دن سات گھنٹے کا
اور کانکنوں کیلئے چھ گھنٹے کا ہوتا ہے
۱۹۶۲ء میں ہم پورے ملک کیلئے چھ گھنٹے کا
کام کا دن اور کانکنوں کیلئے پانچ گھنٹے
کا کام کا دن رائج کرنا شروع کر دینگے ۔
بیس سال میں ہمارے کام کے دن چار پانچ
گھنٹے سے زیادہ نہ ہونگے"

(اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ۱۵ ویں
اجلاس میں تقاریر کا مجموعہ ص ۲۸)

اب غور کی بات ہے کہ ایک مزدور یا کارکن
دن میں صرف سات گھنٹے یا چھ گھنٹے کام کرتا ہے
اور باقی سترہ یا اٹھارہ گھنٹے وہ تفریحات ہوش
گپیوں اور آرام میں گذارتا ہے تو اس کا یہ فعل
قابل اعتراض نہیں ۔ لیکن اگر وہ چوبیس گھنٹوں میں
سے بارہ غنسے کے سترہ گھنٹوں میں سے ایک
گھنٹہ عبادت الٰہی کیلئے دیدیتا ہے تو فوراً اس کا
اثر معاشیات اور اقتصادیات پر محسوس ہونے لگتا ہے
جسم کی آرام و آسائش کے لئے مادی
غذا مثلاً بیڈ ٹی ۔ ناشتہ ۔ لنچ ۔ ہلکا ناشتہ اور
شام کا کھانا وغیرہ کے اوقات و پروگرام ہیں ۔
اور ان پر کافی وقت صرف ہوجاتا ہے ۔ تو مادہ
پرست کی نگاہ میں یہ کوئی قابل اعتراف چیز نہیں
کیونکہ یہ بقاء جسم اور استقرار نفس کے ذرائع
ہیں ۔ لیکن اگر بقاء روح ۔ تعلق باللہ اور سکینت
قلب کی خاطر روح کی غذا کے لئے مختلف اوقات
میں مجموعی طور پر ایک گھنٹہ کی عبادات مذہب
مقرر کردے ۔ تو فوراً اقتصادی حالت پر اثر
پڑجانے کے اندیشے کا اظہار ہوتا ہے ۔

مادہ پرست لوگ عموماً صبح دیر سے
اٹھتے ہیں ۔ اور کم سے کم ایک گھنٹہ
غسل خانوں کی آسائش زیبائش ۔ حجامت
اور بوٹ پالش میں صرف کر دیتے ہیں
دفتروں میں جاؤ ۔ تو دیکھو کہ سرکاری
ملازم باہمی میل ملاقات اور ادھر ادھر
کی گفتگو میں کتنا وقت صرف کر
دیتے ہیں ۔ گھنٹوں کا کام دنوں میں
ختم نہیں ہوتا سینما بینی اور دیگر
تفریحات میں وقت اور روپیہ
صرف کر دیتے ہیں ۔ مگر اس ضیاع
وقت کا پیداوار پر کچھ اثر محسوس
نہیں ہوتا ۔ یعنی ایک خدا پرست
عنصر کی نمازوں کے لیے ۲۰
منٹ لگادے یا مجموعی طور پر
پانچ نمازوں کے لئے ایک گھنٹہ
صرف کر دے ۔ تو اس سے پیداوار
پر اثر پڑنے لگتا ہے ۔ تو دراصل
یہ اندازِ نگاہ کا فرق ہے ۔ آج ایک
بچے اور بچے مسلمان کے لئے پانچ
نمازوں کی ادائیگی ۔ ۔ لئے معمولی آسانی

سے وقت مل جاتا ہے ۔ اور اس کے
کاروبار اور پیداوار پر بھی کوئی ناخوشگوار
اثر نہیں پڑتا ۔ مگر ایک تن آسان اور
مادہ پرست جس کا مقصد ہی دنیوی
زندگی ہے ۔ اور آخرت سے یا روحانی
تقاضوں سے اس کی آنکھ بند ہے یہ
امور نہ صرف مشکل بلکہ دوبھر معلوم
ہوتے ہیں ۔

اسلامی نماز کی روحانی کشش !

دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں میں باجے بجتے
ہیں ۔ اور گانے گائے جاتے ہیں ۔
بیٹھنے کے لئے صوفے اور کرسیاں
ہیں ۔ اور ہفتہ میں صرف ایک بار بلایا
جاتا ہے ۔ لیکن لوگ پھر بھی دور بھاگتے
ہیں ۔ مگر نمازیں بغیر ظاہری دلکشی
اور مادی آرام کے لوگ آتے ہیں ۔
اور نماز میں سرور محسوس کرتے ہیں ۔
اس بے دینی کے زمانہ میں بھی جسقدر
مسلمان پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے
ہیں ۔ کہ دوسرے مذاہب کے افراد
ملاکر ہفتہ میں بھی ایک دفعہ عبادت
میں اس تعداد میں شریک نہیں ہوتے
یہ نماز کی روحانی کشش کا بین ثبوت
ہے ۔ جس پر مشاہدہ گواہ ہے ۔

عبودیت کا ملہ سکھانے کے لئے
بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز
ہی ہے ۔ علم النفس شاہد ہے ۔ کہ اسلامی
نماز کی ظاہری شکل صرف ایک برتن ہے
ورنہ اس کا مغز وہ پُر معارف مضامین
ہیں ۔ جو دہرائے جاتے ہیں ۔ اور وہ
پُر شوکت اور پُر سوز دعائیں ہیں ۔ جو قلب
و روح پر اثر انداز ہوتی ہیں ۔ جب انسانی
روح بھی ہمہ تن اور تبتل تام ہو کر آستانہ
الوہیت پر گرتی ہے ۔ اس وقت عبادت
گذار کو ایک سرور ۔ نور اور روحانی
تسکین حاصل ہوتی ہے اور اسی حالت
کا نام تزکیہ نفس ہے جو نماز کا مقصد
ہے ۔

پس اسلام کی یہ پُر حکمت عبادت جو
پنجگانہ نمازوں پر مشتمل ہے ۔ اس میں
کسی ترمیم و تنسیخ کا سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا ۔ ضرورت ہے کہ اس عبادت کو
خلوص قلب سے بجا لاکر اس کی روحانی
برکات سے متمتع ہونے کی کوشش
کی جائے ۔ اس میں چار اماموں کی تقلید
کا سوال نہیں ۔ بلکہ شارع علیہ السلام کی
بھی اتباع کا معاملہ ہے ۔ روحانی بزرگوں
کے تجربات اس عبادت الٰہی کے خوشنما
ثمرات اور برکات الٰہی پر شاہد ناطق ہیں ۔

لیڈر (بقیہ ص ۲)

ہماری خواہش ہے کہ مرکزی حکومت
اس بارہ میں مضبوط اور سخت پالیسی اختیار
کرے ۔ اور نہ صرف یہ کہ صوبائی حکومتوں
کو اس اہم امر کی طرف توجہ دینے کا نوٹس
دے بلکہ اگر کسی ریاست میں بدقسمتی سے
ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش آجائے تو
مرکز صوبائی حکومت سے سختی کے
ساتھ جواب طلبی کرے ۔ اور ایسے
افسران کو ملازمت سے برطرف کر دیا
جائے جو اپنے حلقہ میں قانون کی
حکومت کو قائم رکھنے میں ناکام ثابت
ہوں ۔

اسی طرح اخبارات کو بھی ہدایت
کی جائے کہ ہر حالت میں اپنے ہی فرقہ
کے افراد کی بیجا پیٹھ ٹھونکنا اچھا نہیں
شر و فساد کو ہوا دینا بہر حال ملک
کے لئے نقصان رساں ہے ۔ اور
ضروری ہے کہ ایسے اشرار کو کیفر کردار
تک پہنچانے کے لئے تمام اخبار نویس
ملک کے عوام کے ذہنوں کی اس
رنگ میں تربیت کریں کہ وہ شر سے
نفرت کرنے والے اور خیر کو
دعوت دینے والے بنیں کہ اسی میں
ہمارے ملک کی بھلائی اور ہمیشہ ترقیات
اسی سے وابستہ ہیں !!

دہرے مسلمانوں کو سبق
(بقیہ صفحہ ۱۱)

اور انہیں اپنی قوم کی امداد کی ضرورت
ہے ۔ بلکہ وہ تقسیم ملکی کے وقت کی
مظلوم عورتوں کو سیتا کا نام دے کر
ان کی قوم کے جذبات کو ابھارنے کی
کوشش کرتا ہے ۔ پس ایسی واضح بات
کو رد کرنا بتاتا ہے کہ مسلمان بھی یہود
کی طرح صرف ظاہر پرست بن چکے ہیں
اور وہ اصل حقیقت کو نظر انداز کر
رہے ہیں ۔ حالانکہ ان کی ہمسایہ قوم انہیں
ہر سال اس واقعہ کے ذریعہ سے توجہ
دلاتی ہے ۔ کہ وہ سراسر غلطی پر ہیں ۔ مگر
مسلمان ہیں کہ وہ اسے دیکھتے ہوئے بھی نہیں
دیکھتے اور سنتے ہوئے بھی نہیں سنتے ۔
ہم ہندو بھائیوں کو بھی اس امر کی طرف
توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ حضرت شری کرشن
جی مہاراج نے بھی فرمایا تھا کہ ایک زمانہ
آنے والا ہے میں پھر اوتار لوں گا ایسا نہ ہو
کہ وہ اس واقعہ کو دہراتے رہیں اور جو سبق
انہیں دیا گیا ہے اسے صرف ایک رسم ہی
کے طور پر مناتے رہیں ۔ اور حضرت کرشن
جی کی آمد ثانی کے موقع ۔ سے فائدہ اٹھانے
سے محروم رہ جائیں ۔ انہیں چاہیئے کہ وہ
ہند سے اٹھنے والی آواز کی طرف متوجہ
ہوں اور اس کے دامن سے وابستہ
ہو کر خود بھی برکات سے حصہ پائیں اور

اپنی نسلوں کو بھی اس قابل بنادیں ایسا
نہ ہو کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے ۔ اور
پچھتانا پڑے آپ کے باپ دادوں
نے حضرت رامچندر جی کے اس واقعہ کی

تعزیتی قراردادیں (بقیہ ص ۴)

حیدرآباد دکن

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد
دکن کا یہ اجلاس عام حضرت نواب
محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کی
وفات حسرت آیات پر اپنے گہرے
رنج و غم کا اظہار کرتا ہے ۔ بارگاہ
رب العزت میں دست بدعا ہے کہ
اللہ تعالیٰ نواب صاحب مرحوم کی روح
پُر فتوح پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل
فرمائے اور انہیں اپنے قرب
کا مقام عطا فرمائے ۔ آمین ۔

نیز یہ اجلاس سیدنا حضرت امیر المومنین
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت
سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ
اور سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ
اور نیز نواب صاحب مرحوم کے صاحبزادگان
و صاحبزادیوں اور تمام افراد خاندان حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خاندان
حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی
اللہ عنہ سے اپنی دلی ہمدردی اور تعزیت
کا اظہار کرتا ہے "۔

خاکسار محمد معین الدین
سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

کرڈاپلی (اڑیسہ)

مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۱ء بعد نماز جمعہ
ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا ۔ جس
میں حسب ذیل قرارداد پاس کی گئی :-

" جماعت احمدیہ کرڈاپلی حضرت
نواب محمد عبد اللہ خان صاحب مرحوم
کی وفات پر اپنے گہرے رنج اور غم کا
اظہار کرتی ہے ۔ حضرت نواب صاحب
موصوف کو جماعت میں حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کا شرف دامادی حاصل
ہونے کی وجہ سے غیر معمولی احترام کی
نظر سے دیکھا جاتا تھا اور اپنی نیکی اور
تقویٰ اور جماعتی خدمات کی وجہ سے
بھی بلند درجہ رکھتے تھے ۔ ہماری
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور
کو جنت الفردوس کے بلند ترین مقام
میں جگہ عطا فرمائے ۔ ہم ممبران جماعت
کرڈاپلی اس اندوہناک صدمہ میں
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح
الثانی محترمہ نواب امۃ الحفیظ بیگم
نیز دیگر افراد خاندان مسیح موعود علیہ
السلام سے اپنی دلی تعزیت کا اظہار
کرتے ہیں ۔

اس موقعہ پر حضرت نواب صاحب کا جنازہ غائب
بھی ایک کثیر جماعت کے ساتھ پڑھا گیا ۔ اس
تعزیتی ... بعض مناقب ... معصام الدین صاحب نے بیان
کئے ۔ ... جماعت احمدیہ کرڈاپلی (اڑیسہ)

صداقتِ احمدیت پر دلچسپ تبادلۂ خیالات

مرتبہ مکرم محمد صادق صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن بتوسط دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

مکرم مولوی مبارک علی صاحب فاضل کی بحیثیت مبلغ حیدرآباد میں تشریف آوری پر جماعت میں از سر نو بیداری پیدا ہو گئی ہے اور مختلف حلقہ جات میں تبلیغی و تربیتی پروگرام میں مقامی خدام زیادہ توجہ دینے لگے ہیں۔

اِدھر محترم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کے حلقہ بگوشِ احمدیت ہو جانے کی وجہ سے موصوف کے چاہنے والے دوستوں میں خاصا اضطراب پایا جاتا ہے ان کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ کسی صورت میں آپ کو احمدیت سے برگشتہ کریں چنانچہ مورخہ ۹/۱۱ ۲۰ کو شادنگر اور کندورگ جو کہ حیدرآباد سے ۲۴ میل پر واقع ہے وہاں کے علماء کی طرف سے سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ کو سمجھانے کے خیال سے کندورگ آنے کی دعوت دی گئی۔ سید صاحب کی خواہش پر مکرم مولوی مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ اور مندرجہ ذیل خدام بھی آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ (۱) مولوی سراج الحق صاحب (۲) سیٹھ رشید احمد صاحب (۳) سیٹھ بشیر الدین صاحب ابن سیٹھ معین الدین صاحب (۴) مکرم اکبر حسین صاحب (۵) مکرم سیٹھ محمد یوسف الہ دین صاحب (۶) مکرم یوسف حسین صاحب (۷) مکرم میر احمد صادق صاحب (۸) مکرم مولوی ولی الدین صاحب فاضل اور خاکسار محمد صادق۔

ان سب دوستوں کی سواری کے لئے مکرم رشید احمد صاحب اور مکرم بشیر الدین صاحب نے اپنی موٹروں کا انتظام فرمایا۔ جزاهم اللہ احسن الجزاء۔ اور ہم سب ۲ بجے روانہ ہو کر چار بجے شادنگر پہنچے۔ چونکہ سید صاحب قبولِ احمدیت سے پہلے مجلس اتحاد المسلمین کے صدر اور سرگرم رکن رہ چکے ہیں اور ایک وسیع حلقہ تعارف رکھتے ہیں۔ اس لئے موصوف تمام احباب کو اپنے دیرینہ دوستوں کے پاس لے گئے۔ اور اُن سے تعارف کرایا۔ بالآخر شادنگر کے ایک مشہور تاجر کے ہاں سب دوست اکٹھے ہو گئے۔ اور اسی جگہ اُن کے مولوی صاحب بھی تشریف لے آئے جن کی گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ عربی سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح گفتگو شروع ہوئی۔

احمدی مبلغ۔ مولانا آپ کا حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا خیال ہے۔ اگر واقعی زندہ ہیں تو آسمان پر ہیں یا زمین کے ہی کسی حصہ میں آرام فرما ہیں

مولوی صاحب۔ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آسمان پر ہیں۔

احمدی مبلغ۔ کیا آپ قرآن کریم کی وہ آیت بتا سکتے ہیں جس میں عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جائے جانے اور زندہ رکھنے کا ذکر ہو۔

مولوی صاحب۔ قرآن میں بل رفعہ اللہ الیہ آیا ہے۔

اس پر مولوی صاحب سے دریافت کیا گیا کہ وہ آیت نکال دیں۔ مگر مولوی صاحب کو آیت نہ ملی۔ تو سید جعفر حسین صاحب نے آیت کا حوالہ دیا۔ مولوی صاحب ان آیات کا ترجمہ کرنے لگے۔ جب آپ نے آیت کریمہ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (النساء ع ۲۲) کا ترجمہ اس طرح کیا:۔

"تمام یہودی آپ کی موت سے قبل آپ پر ایمان لائینگے"

تو احمدی مبلغ نے کہا:۔

"مولوی صاحب گویا آپ کے نزدیک نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام یہودی بھی زندہ ہیں۔ اور رہیں گے۔ پھر مولانا آپ نے یہ کلیہ کہاں سے مقرر کر لیا۔ کہ جو قتل نہ ہو یا صلیب پر لٹکایا جائے وہ مرتا نہیں گویا آپ کے نزدیک موت صلیب یا قتل کرنے سے ہی آتی ہیں۔ تیسرا ذریعہ کوئی نہیں۔

اس کے بعد مبلغ صاحب نے ما قتلوہ وما صلبوہ بل رفعہ اللہ الیہ پر ایک گھنٹہ تک روشنی ڈالی اور جملہ امور کی وضاحت کی۔ اور کہا بھائیو! خدا را ذرا سوچو یہ ساری فضیلتیں مریم کے بیٹے کے لئے ہی کیوں مخصوص ہو گئیں یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا۔ اُن کا روح القدس سے پاک ٹھہرایا جانا اور علم غیب سے واقف ہونا۔ اب تک آسمان پر زندہ موجود ہونا اور پھر آخری زمانہ میں سید ولد آدم کی امت کی اصلاح کے لئے کئی ہزار سال تک زندہ رکھا جانا کیا ان تمام باتوں سے صاف ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ یہ عیسائیت کی اسلام کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔ جس کے ذریعہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی نہ صرف دوسرے انبیاء پر بلکہ آنحضرت صلعم پر بھی فضیلت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد مبلغ صاحب نے قرآن کریم کی دوسری متعدد آیات سے وفات مسیح کا ثبوت پیش کیا۔ اور ایک گھنٹہ تک عقائد احمدیت پر روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ جماعت کس رنگ میں دنیا کے ہر گوشہ میں احیاء اسلام کا کام کر رہی ہے۔ جناب مبلغ صاحب نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ اچھا مولانا جس طرح اجمالاً آپ کے نزدیک حیاتِ مسیح کا ذکر اس آیت میں آیا ہے اس طرح آپ قرآن کریم کی کوئی آیت بتا سکتے ہیں جس میں اجمالاً واپس تشریف لانا یا نزول ثابت ہو۔ مگر مولوی صاحب نے سوچ کر بتایا کہ ایسا کوئی ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ البتہ احادیث میں ہے۔ اگرچہ ہر انسان مباحثہ کے وقت اپنے عقائد اور نقطۂ نظر کو سراہتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس منظر کو دیکھ کر ہر انسان بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ یقیناً جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ مولوی صاحب موصوف چپ چاپ ہمارے مبلغ کی تقریر سنتے رہے۔ اور اس قدر پریشان تھے کہ ہر استفسار پر جی ہاں درست ہے فرماتے رہے اس کے سوائے کوئی دوسری بات نہ فرما سکے۔

(۲)

چونکہ اصل مباحثہ شادنگر سے گیارہ میل کے فاصلہ پر کندورگ میں تھا لہذا نماز مغرب کے ساتھ کندورگ میں ایک مدرسہ جو مرشد بازی کا بھی شغل فرماتے ہیں سے تبادلۂ خیالات تھا۔ ہمارا مختصر سا قافلہ Bungalow T-B میں ٹھہرا۔ سید جعفر حسین صاحب مولوی صاحب مذکورہ کو T-B میں ہی بلا لائے۔ اور طے یہ پایا کہ مسجد میں ہی گفتگو ہو۔ سید صاحب کو اس امر پر آمادہ کر لیا کہ گفتگو مسجد میں ہو۔ مکرم مولوی مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ نے بہت اصرار کیا کہ ایسے حالات میں عوام کنٹرول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ لہذا فریقین کے سنجیدہ طبقہ کو ریسٹ ہاؤس میں ہی بلا لیا جائے۔ مگر مولوی مذکور کے تسلی دلانے کی وجہ سے ہم سب مسجد میں چلے گئے۔ اور تبادلۂ خیالات یوں شروع ہوا۔

سب سے پہلے حاضرین سے مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ نے جماعت احمدیہ کے مبلغ مولوی مبارک علی صاحب کا تعارف کرایا۔ اور اس کے بعد اپنی آمد کی غرض بتائی۔ کہ میرے آپ سب سے دیرینہ تعلقات ہیں۔ اور آپ مجھ سے اور میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جو نعمت مجھے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے نصیب ہوئی ہے۔ اس سے آپ کو بھی آگاہ کروں۔ پھر مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آپ قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور نبوت کا ختم ہونا ثابت کر دیں تو میں آج بھی آپ کی بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔

اس پر مولانا (جو مرشد ہیں) نے ایک لمبی چوڑی تقریر کر ڈالی۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ ایک عرصہ سے اس پر مباحثات ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہ بے فائدہ ہے۔ البتہ مرزا صاحب کی شخصیت آپ کی تحریرات اور الہامات پر گفتگو ہو جائے۔ اس کے جواب میں مکرم مولوی مبارک علی صاحب نے کہا۔ مجھے حضرت مرزا صاحب کی تحریرات و الہامات اور دعویٰ پر گفتگو کرنے پر کوئی اعتراض نہیں مگر سوال یہ ہے کیا اس سے تمام مسائل کے متعلق فیصلہ ہو جائے گا۔ کیا حضرت مرزا صاحب کی تحریرات اور الہامات پر تبادلۂ خیالات کے بعد وفاتِ مسیح۔ اجرائے نبوت۔ ختم نبوت جیسے مسائل طے ہو جائیں گے۔ دوسرے آپ ایک تحریر پیش کریں گے میں اس سے انکار کروں گا کہ ایسی کوئی تحریر نہیں یا الہامات پیش کریں گے۔ میں کہوں گا اس میں تحریف کی گئی ہے۔ اصل کتب موجود نہ ہونے کی وجہ سے کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔ لہذا بہتر ہے جو چیز ہمارے پاس موجود ہے اور جو ہمارے اور آپ کے نزدیک حکم کا مقام رکھتا ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر مسائل پر گفتگو کر لیں قرآن کریم نے بھی اسی اصول کو مدنظر رکھا ہے۔ جب کہ فرمایا یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم

تیسرے ایک سنجیدہ اور عقلمند انسان ذاتیات پر گند اچھالنے کی بجائے اصول کی بحث کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے ذاتیات میں پڑنے کی بجائے ان مسائل پر تبادلۂ خیالات کر لیں جو اختلافی نوعیت کے حامل ہیں۔

اس پر مولانا نے پھر اپنی بات کو دہرایا لیکن اس بار حاضرین کو مشتعل کرنے کی بھی کوشش کی۔ کہ یہ لوگ سب مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ہمارے جنازے نہیں پڑھتے۔ ان کے اندر خود دو پارٹیاں ہو گئی ہیں۔ ان کے نبی نے خدائی کا اور رسول اللہ سے افضل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ تمام علماء نے مرزا صاحب کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اور علماء امت میں ورثۃ الانبیاء کا مقام رکھتے ہیں۔

ان کے جواب میں ہمارے مبلغ صاحب کی تقریر ہوئی۔ آپ نے فرمایا مجھے سید جعفر حسین صاحب نے یقین دلایا تھا کہ مولانا بڑے شریف الطبع ہیں اور سنجیدگی سے بات کہیں سنیں گے مگر افسوس ایسا نہ ہوا۔ آپ نے کہا۔ مولانا کو میں انعام دیتا ہوں کہ وہ حضرت مرزا صاحب یا جماعت احمدیہ کی کوئی ایسی تحریر پیش کر دیں جس میں اُنہوں نے پہلے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہو۔ بلکہ ان کا فرساز" علماء نے آنحضرت صلعم کے واضح ارشاد کے خلاف بلا وجہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کے ماننے والوں کو پہلے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

میرے بھائیو! جس قدر آنحضرت صلعم نے اتحاد امت پر زور دیا ہے۔ اور کسی چیز پر نہیں دیا۔ فرمایا۔ اگر کسی میں ۹۹ علامات کفر کی دیکھو مگر ایک ایمان کی علامت موجود ہو تو کافر مت کہو۔ مگر یاد رکھو اچھی طرح سن لو آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ جو شخص ایک مسلمان کو کافر کہے اُسے ہرگز ہرگز مسلمان نہ سمجھو اب مولانا بتائیں وہ مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ اور ان کے متعلق کیا فتوے ہے جو ہم مسلمانوں کو کافر کہے۔ پس اس ایک بنیاد سے نماز میں نماز پڑھنا۔ جنازہ میں شامل ہونا وغیرہم جملہ مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

اگر دو پارٹیوں کے درمیان کچھ اختلاف ہو جانے سے کسی بانی یا نبی کی صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے تو از راہ کرم وضاحت فرمائیں کہ اگر ایک عیسائی یا آریہ یہ اعتراض کرے کہ آنحضرت صلعم وفات پر ابھی ۳۰ سال بھی نہیں گذرنے تو ایک طرف آپ کی زوجہ مطہرہ اور دوسری طرف آپ کے داماد میدان جنگ میں آ جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد جو ہوا وہ مولانا خوب جانتے ہیں۔ اب ان مولانا کے بیان کردہ کلیہ کے پیش نظر تو آنحضرت صلعم کی صداقت کو ثابت کرنا بھی نعوذ باللہ مشکل ہو جاتا ہے۔ باقی جن علماء کو ورثۃ الانبیاء کا مقام حاصل تھا۔ وہ حضرت امام ابو حنیفہ۔ حضرت امام شافعی حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانی وغیرھم ہی یا وہ علماء ہیں جنہوں نے اپنے مال۔ عزت اور جان کو قربان کر کے اسلام کو دوبارہ زندہ کیا۔ مگر علماء کا ایک دوسرا گروہ ہے۔ جن کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ ولا یبقیٰ من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔

مسلمانوں کی حالت کا جو نقشہ آنحضرت صلعم نے کھینچا ہے۔ آج کا ملا اس سے انکار کرے تو کرے مگر کوئی سنجیدہ مسلمان انکار نہیں کرے گا۔ لہذا آجکل کے نام نہاد علماء محض خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ وہ ورثۃ الانبیاء کے پاکیزہ زمرہ میں داخل ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو انہیں شر من تحت ادیم السماء قرار دے چکے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے مبلغ صاحب نے مولوی صاحب کو پھر اصول بحث کے لئے بلایا۔ اور آخر میں جماعت احمدیہ کے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے اور خدمت و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت کے کارناموں کو پیش کیا۔

اس وقت تک مجلس میں سکون رہا۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے پھر ایک اشتعال انگیز تقریر کی۔ اور عوام کو بھڑکانا شروع کیا۔ کہ ہم آخری نبی کے بعد کسی نبی کی بات سننا نہیں چاہتے۔ یہ لوگ مرزا صاحب کو آنحضرت صلعم سے بڑھ کر پیش کرتے ہیں۔ ان کو آخری نبی منوانا چاہتے ہیں۔ بڑی چالاکی سے سید جعفر حسین صاحب کو کہنے لگا۔ سید صاحب آپ بھولے بھالے تھے۔ آپ ان کے چکر میں آ گئے۔ آئیں میرے ساتھ چالیس دن رہیں۔ میں آپ کو تبلیغی جماعت کے مرکز میں لے جاتا ہوں۔ مولانا مودودی کی تفسیر القرآن پڑھیں سب وساوس دور ہو جائیں گے۔ اور ہم کسی دوسرے مسئلہ پر بحث کے لئے تیار نہیں۔ ہم مرزا صاحب کی تحریرات پر بحث کریں۔

اس اشتعال انگیز تقریر کے بعد مبلغ سلسلہ احمدیہ نے اعلان کیا۔ میں چاہتا تھا کہ اصول طے ہو جاتے مگر مولانا نہیں مانتے لہذا میں اب مولانا کی خواہش کے مطابق حضرت مرزا صاحب کی تحریرات پر بحث کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ مولانا جملہ حاضرین کے سامنے حلفاً اظہار کریں۔ کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے مرزا صاحب کی وہ سب کتب اپنی آنکھوں سے دیکھی اور پڑھی ہیں جن کی تحریرات میں پیش کروں گا۔ زیادہ نہ سہی اتنا ہی حلفاً کہہ دیں کہ اُنہوں نے آج تک ایک بھی کتاب حضرت مرزا صاحب کی دیکھی یا پڑھی ہے۔"

مبلغ صاحب نے کہا یہ جو مولانا ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو آخری نبی مانتے ہیں اور ان کا درجہ بڑھاتے ہیں بالکل غلط ہے۔ اصل میں مولانا کو خوف ہے کہ میں اب آپ بھائیوں کے سامنے ان مولویوں کی اس سازش کو بے نقاب نہ کر دوں۔ جو اُنہوں نے عیسائیوں سے مل کر اور ان سے پیسے لے کر اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف کی ہے۔ یہ کس قدر دلیری ہے کہ گناہ خود کریں اور مورد الزام ہمیں ٹھہرائیں!!

آپ نے کہا بھائیو! مولانا سے دریافت کرو کہ ان کے نزدیک حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے مگر مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ جاوید ہیں۔ پرندے بنائے تو مسیح نے۔ روح القدس سے تائید ہوئی تو حضرت مسیح کی۔ عالم الغیب بھی صرف مسیح اور دنیا کا نجات دہندہ جو سب سے آخر میں آئے گا۔ اور جس کو ان مولویوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے سنبھال کر آسمان پر اپنے پاس بٹھا رکھا ہے۔ وہ مسیح ہو گا۔ غور کیجئے ایسے معتقدات سے اسلام کی تائید ہوئی یا مسیحیت کی۔

ایسے خیالات کے برعکس ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو آنحضرت صلعم کی نبوت کا صدقہ اور آپ کی اتباع کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

ابھی ہمارے مبلغ صاحب کی تقریر ختم ہوا چاہتی تھی۔ کہ مولوی صاحب کے دو حواری جو پہلے سے سکھائے ہوئے معلوم ہوتے تھے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قمیض پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگے۔ کہ ہم مرزا صاحب کا نام نہیں سن سکتے ہم دین محمد کے شیدائی ہیں۔ نکال دو ان کو مسجد سے۔ مار ڈالو ان مردودوں کو۔ اتنے میں مجلس میں شور برپا ہو گیا۔ ہم رب خدا کے فضل سے نہایت سکون سے بیٹھے رہے۔ اور مولوی مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے بلند آواز سے فرمایا۔

اگر اس شور سے آپ کا یہ مقصد ہے کہ ہم چلے جائیں گے تو یہ غلط ہے۔ آپ لوگوں نے خود مسجد میں بلایا تھا۔ اور تمہارے مولوی صاحب نے یقین دلایا تھا۔ کہ آپ لوگ غیر شریفانہ حرکت نہیں کریں گے۔ اس لئے آ گئے تھے۔ اب میں مولانا سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ جواب دیں کہ ان کی ضمانت کیا ہوئی۔ اس پر بعض دوسرے لوگوں نے سب کو بٹھا دیا۔

پھر چوہدری صاحب نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا ہم آپ کی چالیس روزہ دعوت اور صحبت کی تجویز سے متفق ہیں۔ مگر اس ترمیم کے ساتھ کہ خاکسار۔ سید جعفر حسین صاحب اور مولانا موصوف تینوں چلتے ہیں۔ پہلے تبلیغی جماعت کے ہیڈ کوارٹر میں تا وہاں جائیں گے اخراجات تینوں کے میں ادا کروں گا۔ بعد واپسی میں اور سید صاحب چالیس دن مولانا صاحب کی مسجد میں ڈیرہ ڈالیں گے۔ چالیس دن روزانہ مولوی صاحب قرآن کا درس دیا کریں۔ اور اس کے بعد میں درس دیا کروں گا پھر آپ سب خود دیکھ لیں گے۔ اس وقت تک جماعت احمدیہ نے جس قدر لٹریچر شائع کیا۔ اس کی ایک ایک کاپی دے دوں گا۔ اور جو کام تبلیغی جماعت نے کیا ہے وہ پیش کر دیں۔ چنانچہ اس کے بعد مجلس کا نقشہ دیکھ کر گفتگو بند ہو گئی۔ اور ہم رات کے تین بجے واپس حیدر آباد آ گئے۔ اور سید جعفر حسین صاحب وہاں ہی ٹھہرے رہے۔

دوسرے روز نماز جمعہ کے بعد احمدیہ جوبلی ہال میں سید جعفر حسین صاحب نے اپنے تاثرات بتائے کہ مجھ پر اس مولوی کا کس قدر اثر تھا۔ مگر وہ ایسا شریر نکلا کہ مجھے بعد میں علم ہوا کہ اس نے ہمارے وفد کو پٹوانے کے لئے باقاعدہ سکیم بنائی تھی۔ مگر دوسری طرف جماعت کے نوجوانوں نے جو نمونہ پیش کیا اس سے مجھے ۱۴۰۰ سال قبل کا زمانہ یاد آ گیا۔!!

آپ نے کہا میں جماعت کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ شادنگر اور کندرگ کے سنجیدہ طبقہ پر بہت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اُنہوں نے بعد میں مجھ سے آکر معافی چاہی اور کہا ہماری انتہائی خواہش تھی کہ ہمارا مولوی قرآن سے کوئی مسئلہ بتاتا اب ہم انشاء اللہ پھر کبھی بلائیں گے

ایک تجویز کے مطابق جلد ہی شادنگر اور کندورگ میں جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اور مولوی ولی الدین صاحب فاضل کو ایک دو ماہ کے لئے شادنگر بھجوایا جا رہا ہے دوست دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان دونوں مقامات پر جماعت کے قیام کے اسباب پیدا فرمائے اور سعید روحوں کو اپنے فضل سے قبولِ احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

چندہ جلسہ سالانہ

جن جماعتوں نے چندہ جلسہ سالانہ تا حال مرکز میں نہیں بھجوایا وہ مہربانی فرما کر جلد از جلد وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ تاکہ جلسہ سالانہ سے قبل انتظامات کی تکمیل میں کام آ سکے اور قرضہ نہ لینا پڑے۔ جن جن جماعتوں کے پاس اس مد کی وصول شدہ رقم ہو وہ بلا تاخیر جلد از جلد مرکز میں بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے حساب میں محسوب ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اپنی رضا کے مطابق زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درویش فنڈ

احبابِ جماعت، عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات کی خاص توجہ کے لئے

"ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضرورت کا خیال رکھے"۔ (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ)

قادیان کو آباد رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو۔ مگر وہ احباب جو ہندوستان میں آباد ہیں۔ اس جہت سے کہ یہ مقدس مقام ان کے اپنے ملک میں واقع ہے۔ ان کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔

احباب کو علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت تقسیم ملک کے وقت جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان سے اس کی اکثر آبادی کو ہجرت کرنی پڑی۔ اور صرف ۳۱۳ درویش خدمت دین، حفاظت مرکز اور دیارِ حبیب کو آباد رکھنے کے جذبہ کے ماتحت قادیان میں ٹھیرے رہے اور انتہائی تنگی اور ہر قسم کی مشکلات کے باوجود قادیان میں سکونت پذیر رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کہ تجرد کی زندگی کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں۔ درویشوں کی شادیاں ہندوستان میں کی گئیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب درویشان اور ان کے اہل و عیال کی تعداد قریباً آٹھ سو ہو چکی ہے اور یہ امر قادیان کی آبادی کا باعث ہے۔

ان درویشان کے سلئے موجودہ حالات میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے کہ جس سے درویش اپنے اخراجات پورے کر سکیں۔ سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں۔ باقی سب درویشان کی جملہ ضروریات کا بار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اور چندہ جات کی آمد کے مقابل پر بہت زیادہ اخراجات ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے سالہا سال سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا بجٹ غیر متوازن چلا آ رہا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی نے درویشان کی ضروریات اور مرکز قادیان کی مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے خاص توجہ کی ہدایت فرمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے فرمایا کہ

درا صل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا اور صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لاویں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ ہماری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے۔ جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کے ارشاد کی تعمیل میں

درویش فنڈ

کی تحریک کا آغاز کیا گیا۔ ابتداء میں مخلصین نے "درویش فنڈ" کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے اس آمد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔ حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں اضافہ کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے زیادہ ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بھی "درویش فنڈ" کی تحریک کا بجٹ آمد

سولہ ہزار روپے

رکھا گیا تھا اور توقع کی گئی تھی کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اپنے پیارے امام اور مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے اور لازمی چندہ جات کی پوری ادائیگی کے ساتھ "درویش فنڈ" کی تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

اس مالی سال کی ششماہی اول قریباً گزر چکی ہے۔ لیکن وعدہ جات و وصولی بجٹ سے بہت کم ہے۔ اس وقت تک جماعتوں سے آمدہ وعدہ جات کی میزان صرف پانچ ہزار روپے کے قریب ہے۔ اور وصولی اس سے نصف قریباً ساڑھے تین ہزار روپے ہے۔ مرکز کی طرف سے احباب کی خدمت میں بذریعہ عہدیداران و اخبار برابر تحریک جاری ہے۔ لیکن تاحال احباب کرام و عہدیداران نے کما حقہ توجہ نہیں فرمائی جس کی وجہ سے آمد کم ہوئی ہے اور جس کی وجہ سے بار خزانہ میں اضافہ کا خدشہ ہے۔

بذریعہ تحریک ہذا جملہ جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال، صدر صاحبان، امراء کرام اور مبلغین حضرات کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ احبابِ جماعت کو اس تحریک کی اہمیت واضح کر کے اس میں حصہ لینے کی تحریک کریں۔ اور خود اُن کے لئے نمونہ بنیں۔ اور کوشش کریں کہ کوئی فرد اس بابرکت تحریک سے باہر نہ رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ سب کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

گورداسپور ۵ر اکتوبر۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور شری اودھے سنگھ نے ضلع بھر میں دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلوسوں جلسوں مظاہروں نعروں وغیرہ پر لگی ہوئی پابندیوں کو ختم کر دینے کا حکم جاری کیا ہے۔ اس حکم کے تحت ہتھیار کو لے کر چلنے کی ممانعت کا حکم بھی واپس لے لیا گیا ہے۔

نئی دہلی ۶ر اکتوبر۔ مغربی یو۔پی میں اچانک خطرناک فرقہ وارانہ فسادات رونما ہونے کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ فسادات کا آغاز علیگڑھ سے بتایا جاتا ہے۔ جبکہ یکم و ۲ر اکتوبر کی درمیانی شب مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں اسٹوڈنٹس یونین کا انتخاب تھا۔ جس میں ایک فرقہ کے طلباء ہار گئے۔ اور دوسرے فرقہ کے طلباء جیت گئے۔ اس کو فرقہ وارانہ رنگ دے دیا گیا۔ پہلے اگرچہ طلباء کے باہمی جھگڑے کو یونیورسٹی کے ذمہ دار افسران کی طرف سے ختم کر کے حالات پر کنٹرول کر لیا گیا۔ مگر اپنے فرقہ کے طلباء کی مدد کے لئے باہر سے آئے ہوئے ہندو سٹوڈنٹس نے شہر میں جا کر ہنگامہ کیا اور غلط طور پر مشہور کر دیا کہ مسلم سٹوڈنٹس نے ہندو سٹوڈنٹس کو مار پیٹ کی ہے اور ایک ہندو لڑکا مر گیا ہے۔ ۳ر اکتوبر کو ٹھیک بارہ بجے ایک بڑا جلوس نکالا گیا۔ جو یونیورسٹی پر حملہ کرنا چاہتا تھا مگر روک دیا گیا۔ شہر کی طرف مایوس ہو کے ہوئے اس نے بڑا فساد مچایا۔ مسلمان مرد۔ عورتوں اور بچوں پر مظالم ڈھائے۔ یونیورسٹی سے متصل خشتاوہ مارکیٹ کی کم و بیش ۲۰ دکانیں لوٹی اور جلائی گئیں۔ شہر کے بعض دوسرے حصوں میں بھی یہی کیفیت رہی۔ دو روز تک خونریزی سنگین واقعات ہوئے۔ حالات بگڑتے دیکھ کر حکام کی طرف سے شہر میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ یو۔پی کے وزیر اعلیٰ مسٹر سی۔ بی گپتا جو مدراس کانگرس سیشن میں شمولیت کے لئے گئے ہوئے تھے پہنچ گئے۔ اسی طرح ڈاکٹر تیریاں مسٹر ایل دتار اور جنرل شاہنواز نے بھی علیگڑھ کا دورہ کیا۔ علیگڑھ کے بعد فسادات کے شرارے میرٹھ جا پہونچ گئے۔ اس کے بعد مغربی یو۔پی کے متعدد شہروں میں تناؤ کی صورت پیدا ہو گئی۔ (الجمعیۃ دہلی)

لکھنؤ ۷ر اکتوبر۔ یہاں پہنچنے والی خبروں کے مطابق یو۔پی میں فرقہ وارانہ فسادات کی جو تحریک علیگڑھ سے منظم طور پر شروع کی گئی اب اور کئی جگہ پھیل گئی ہے۔ مغربی یو۔پی میں امن و امان کی حالت کو تباہ کرنے کے بعد اب فرقہ پرستوں نے مشرقی یو۔پی کے علاقوں میں بھی فرقہ وارانہ سرگرمیوں کو تیز کر دیا ہے جیسا کہ اطلاع ہے کہ کل تک فرقہ وارانہ فسادات کا سلسلہ صرف میرٹھ اور ہاپوڑ تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ یہ وبا قصبات اور دیہات میں پھیل گئی۔ میرٹھ میں باغپت۔ بڑوت۔ مودی نگر اور سنبھاؤلی میں بھی فرقہ پرستوں نے فساد برپا کر دیا۔ کچھ دکانوں کو لوٹا گیا۔ اور انہیں آگ لگا دی گئی۔

ڈی آئی جی آگرہ نے کل اعلان کیا کہ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے طالب علم اقبال سنگھ کو پولیس نے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ نہایت شر پسند غنڈہ ہے۔ اور یونین کے الیکشن کے بعد ہنگامہ کی بنیاد اسی نے ڈالی تھی۔ یہ طالب علم دوسرے کالجوں کے طالب علموں کو یونیورسٹی پر چڑھا کر لایا تھا اور اس نے مقامی فرقہ پرست جماعتوں سے اس سلسلہ میں امداد حاصل کی تھی۔ اس کی گرفتاری تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۰۷ کے تحت کی گئی ہے۔ کل ۶۲۰ افراد کو گرفتار کیا گیا۔

چندوسی میں بھی صورت حال قابو میں ہے۔ کل وہاں دو گھنٹہ کا کرفیو کھلا۔ چندوسی میں دس غنڈوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے

آگرہ میں کل کے طالب علموں کے جلوس کے بعد ضلع مجسٹریٹ نے تمام کالجوں اور سکولوں کو بند کر دیا ہے۔ مراد آباد میں بھی ضلع مجسٹریٹ کے حکم سے کچھ ناپسندیدہ عناصر کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ایک تازہ اطلاع کے مطابق میرٹھ میں پچاس اشخاص کو گرفتار کیا گیا ہے۔

نئی دہلی ۷ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم مسٹر نہرو نے جو اس وقت جنوبی ہند کا دورہ کر رہے ہیں۔ علیگڑھ اور مراد آباد کے ضلع حکام کے ساتھ ٹیلیفون پر رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ واپسی پر وہ مغربی یو۔پی کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کریں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ علیگڑھ میں جن لوگوں کو نقصان پہنچا ہے۔ حکومت یو۔پی ان کو معاوضہ بھی دے گی۔ یہ اطلاع کل مرکزی نائب وزیر داخلہ مسٹر داتار نے اپنی پریس کانفرنس میں دی تھی۔

یو۔پی کے وزیر اعلیٰ مسٹر سی۔ بی گپت نے کل علیگڑھ میں کہا کہ یہاں جو واقعات پیش آئے ہیں ان کے نتیجہ میں میرا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ اور یہ واقعات قومی یکجہتی کانفرنس کے فوراً بعد پیش آئے۔ مسٹر گپتا شہریوں کے ایک جلسہ میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ طالب علموں میں بڑا اشتعال پیدا ہو گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دماغوں کا توازن بگڑ گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ یونیورسٹی کے معمولی سے واقعہ کے سبب ملک کا امن درہم برہم کر دیا گیا۔ ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ریاستی انتظامی مشنری میں کوئی خرابی موجود ہے۔ (الجمعیۃ دہلی)

جناب ایس۔ پی صاحب گورداسپور سے احمدیہ وفد کی ملاقات!

گورداسپور مورخہ ۳ر اکتوبر کو جماعت احمدیہ قادیان کا ایک وفد جناب سردار گوربھگت سنگھ صاحب ایس۔ پی گورداسپور سے سلسلہ کے بعض ضروری امور پیش کرنے کے لئے ملاقی ہوا۔ وفد میں جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال اور جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے شامل تھے۔ جناب ایس۔ پی صاحب نے تقریباً آدھ گھنٹہ تک بڑی توجہ اور ہمدردی سے سلسلہ کے متعلق ضروری امور سنے۔ اور مناسب کارروائی کا وعدہ فرمایا۔ اس موقعہ پر انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حالیہ اکالی ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں ضلع گورداسپور میں فضاء منضبط اور پُرامن رہی ہے اور جہاں تک اکالیوں کی گرفتاریوں کا تعلق ہے۔ وہ نسبتاً تھوڑی کی گئی ہیں۔ یہاں ضلع میں جو لوگ بد اطوار اور بد معاش تھے ان کو سختی سے پکڑا گیا ہے جس کے نتیجہ میں جرائم کی تعداد غیر معمولی طور پر کم ہو گئی ہے۔ ایس۔ پی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ہمارے ضلع میں اچھے انتظامات کی وجہ سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب نے خوشنودی اور مبارکباد کا پیغام بھی بھجوایا۔ (نامہ نگار)

پروگرام دورہ تبلیغی جماعت ہائے احمدیہ کشمیر

وادی کشمیر کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ سال گذشتہ کی طرح امسال بھی حسب ذیل ترتیب دیا گیا ہے۔ ان جماعتوں کے جملہ عہدیداران و احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ہر ممکن تعاون فرماتے ہوئے اس دورہ کو زیادہ سے زیادہ مفید اور کامیاب بنائیں۔ اور مبلغین کا وفد آنے سے قبل اپنی جماعتوں میں جلسوں کے لئے جگہ اور دیگر انتظامات مکمل فرمائیں۔ مرکز کی طرف سے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ کو بھجوایا جا رہا ہے۔ تبلیغی دورہ میں مکرم پراونشل امیر صاحب کے علاوہ مقامی مبلغین بھی اپنے علاقہ میں وفد کے ساتھ ہوں گے۔ وفد کے قیام و طعام اور جلسوں کے انعقاد کا انتظام مقامی جماعتوں کے ذمہ ہوگا۔ بعد ازاں علاقہ جموں و پونچھ کے دورہ کا پروگرام بعد میں شائع کیا جائے گا۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جماعتوں میں پہنچنے کی تاریخ	آمد مقام	جماعتوں سے روانہ ہونے کی تاریخ	روانگی از مقام	
۱۵ر اکتوبر	سرینگر بوقت شام	۱۷ر اکتوبر	سرینگر بوقت صبح	
۱۷ر ″	خونپور بوقت دوپہر	۱۸ر ″	خونپور بعد نماز ظہر	
۱۸ر ″	کنہ پورہ بوقت عصر	۱۹ر ″	کنہ پورہ بعد نماز ظہر	
۱۹ر ″	یاڑی پورہ بوقت شام	۲۱ر ″	یاڑی پورہ بوقت صبح	مورخہ ۲۰ر اکتوبر جمعہ کی نماز یاڑی پورہ میں ہوگی ۱۹ر کی شام کو کوئی پروگرام نہیں ہوگا
۲۱ر ″	پیکا امیر چھ بوقت چاشت	۲۲ر ″	پیکا امیر چھ بوقت صبح	
۲۲ر ″	یاڑی پورہ بوقت دوپہر	۲۳ر ″	یاڑی پورہ بوقت صبح	پیکا امیر چھ سے واپسی پر ۲۲ر اکتوبر کی شام کو یاڑی پورہ میں جلسہ ہوگا۔
۲۳ر ″	مانڈو جن بوقت شام	۲۴ر ″	مانڈو جن بوقت صبح	
۲۴ر ″	آسنور بوقت دوپہر	۲۶ر ″	آسنور بوقت چاشت	
۲۶ر ″	رشی نگر بعد ″	۲۸ر ″	رشی نگر بوقت صبح	مورخہ ۲۷ر اکتوبر جمعہ کی نماز رشی نگر میں ادا ہوگی۔
۲۸ر ″	شوپیاں بوقت ″	۲۹ر ″	شوپیاں بوقت صبح	
۲۹ر ″	مانلو بوقت ″	۳۰ر ″	مانلو بوقت ″	
۳۰ر ″	سندر باری بوقت ″	۳۱ر ″	سندر باری بوقت ″	
۳۱ر ″	ہاری پاری گام بوقت دوپہر	۲ر نومبر	ہاری پاری گام بوقت صبح	
۲ر نومبر	سرینگر بوقت دوپہر			مورخہ ۳ر نومبر جمعہ کی نماز سرینگر میں ادا ہوگی